ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
مُلتان

ذوالحجہ : ۱۴۱۲ھ
جون : ۱۹۹۲ء

حجّ (کی تیاری) کے مہینے عام طور پر معلوم ہیں۔ پس جس کسی نے اِن مہینوں میں حج کرنا اپنے اُوپر لازم کرلیا تو (وہ حج کی حالت میں ہوگیا، اور) حج کی حالت میں نہ تو عورتوں کی طرف رغبت کرنا ہے، نہ گُناہ کی کوئی بات کرنی ہے۔ اور نہ لڑائی جھگڑا۔ اور (یاد رکھو!) تم نیک عمل کی باتوں میں سے جو کچھ بھی کرتے ہو، اللہ کے علم سے پوشیدہ نہیں رہتا۔ (اَلبَقَرہ : ۱۹۷)

ترجمہ : ابو الکلام آزاد رحمتہ اللہ علیہ

احرار اور سیاست

بعض لوگ ایک غلط فہمی میں مُبتلا ہیں کہ "مجلسِ احرارِ اسلام" چونکہ "الیکشن بازی" سے الگ ہوگئی ہے لہٰذا اَب اسے مُلکی مُعاملات میں دخل اَندازی کی ضرورت نہیں رہی۔

گویا اِن کا مطلب ہے کہ ہم لوگ مَر چکے ہیں یا ہم نے مُلک چھوڑ دیا ہے۔؟ نہیں اور ہرگز ایسا نہیں! یہ اِنکی ناتمام خواہش تو ہوسکتی ہے، حقیقت نہیں۔

احرار کا وجود اور کردار تاریخ کی بہت بڑی صداقت ہے۔ سیاست افرنگ کے فریب خوردہ اسیر سُن لیں!

ہم نے اپنے مُلک اور اپنے حقُوق سے قطعاً کنارا کشی نہیں کی۔ کوئی شریف انسان ایسا نہیں کرسکتا جو اپنے حقوقِ شہریّت زائل کر دے۔ پاکستان ہمارا مُلک ہے اور ہمیں ایک آزاد شہری کی حیثیت سے یہاں رہنا ہے۔ بات کرنا ہے، صحیح راستہ دکھانا ہے اور غلط روی پر ٹوکنا ہے۔ گردوپیش کے مسائل وحالات سے ہم چشم پوشی کرسکتے ہیں نہ لاتعلق رہ سکتے ہیں۔ اِس مُلک کی تعمیر میں ہمارا ہی خون پسینہ ہے ہمیں تمام مُلکی مُعاملات پر اپنی رائے کا بَرملا اظہار کرنا ہے۔ سیاست اور معیشت وتجارت میں حصہ لینا ہے۔ اور مُلازمتوں میں اپنا حق بھی وصول کرنا ہے۔ ہمارے بچّوں نے یہیں تعلیم حاصل کرنی ہے۔ اور تعلیم کے بعد ملازمت بھی اِن کا بُنیادی حق ہے۔ مُلکی مُعاملات میں ہمارا بھی اتنا ہی دخل ہوگا جتنا اور کسی کو دعویٰ ہوسکتا ہے۔ ہم اپنا حق شہریّت پورا پورا استعمال کریں گے۔ اور کسی قیمت اِس سے دستبردار نہیں ہوں گے۔

قافلۂ احرار رُکا نہیں ہے۔ ہم نے تو صرف جدّوجہد کا رُخ بدلا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ سول نافرمانی، ڈائریکٹ ایکشن یا الیکشن کے ذریعے ہی اپنے حقُوق حاصل کئے جائیں۔ اور بہت سے معقول ذرائع سے بھی یہ حقوق حاصل ہو سکتے ہیں۔

مجلسِ احرارِ اسلام کو اب مُلکی سیاست میں نئی حکمتِ عملی کے ساتھ ایک فعال کردار ادا کرنا ہے۔

امیرِ شریعت سیّد عطاءاللہ شاہ بُخاری رحمۃ اللہ علیہ

(اقتباس خطبہ صدارت کل پاکستان تحفظ ختمِ نبوت احرار کانفرنس ملتان۔ نومبر ۱۹۵۰)

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

ذی الحجہ: ۱۴۱۲ھ جون: ۱۹۹۲ء جلد ۳ شمارہ ۶ قیمت فی پرچہ =/۶ روپے

سرپرست اکابر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

حضرت مولانا محمد اسحٰق صدیقی مدظلہ

مجلس ادارت

رئیس التحریر:

سید عطاء المحسن بخاری

مدیر مسئول:

سید محمد کفیل بخاری

رفقاءِ فکر

مولانا محمد عبد الحق مدظلہ

حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ

ذوالکفل بخاری ● قمر الحسنین

خادم حسین ● ابوسفیان تائب

محمد عمر فاروق ● عبداللطیف خالد

حُر آغائی ● دیدہ ور

زرِ تعاون سالانہ

◎ اندرونِ ملک =/۶۰ روپے ◎ بیرونِ ملک =/۵۰۰ روپے پاکستانی

رابطہ

خط و کتابت: دار بنی ہاشم — مہربان کالونی — ملتان — فون ۷۲۸۱۳

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ [شعبۂ تبلیغ] عالمی مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل احمد اختر مطبع: تشکیل نور پرنٹرز مقام اشاعت: دار بنی ہاشم ملتان

آئینہ

دِل کی بات	ذوالکفل بخاری	۳
فرشتے نے کہا	شاہ بلیغ الدین	۴
حضرت عثمان رضؓ	مولانا قاضی شمس الدینؒ	۷
سرداد، نہ داد دست دردست یہود	سید ابو معاویہ ابوذر بخاری	۱۵
شہید حق رضؓ	" " " "	۱۶
روئے مصحف پہ بنا جس کا لہو سرخ لکیر،	پروفیسر عابد صدیق	۱۸
زندگی تصویر تھی عشق رسول اللہ کی	علامہ اثر زبیریؒ	۲۰
جنازۂ شہید		۲۲
ایران کی معاشی صورت حال	سازمانِ مجاہدین	۲۳
زباں میری ہے بات ان کی	ساغر اقبالی	۲۸
آزر کون ؟	مولانا مفتی منظور احمد تونسوی	۳۰
عقبیٰ کے مسافر	اِدارہ !	۴۰
کشفِ سبائیت	مولانا ابو ریحان سیالکوٹی	۴۱
چمن چمن اُجالا	قارئین نقیب ختم نبوت	۴۸
قریہ قریہ سوگوار	ادارہ	۵۱
حاجی شاہ محمد مرحوم	ابوسفیان تائب	۵۴
صبح دم کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا !	پروفیسر اکرام تائب	۵۶

دل کی بات

۱۴۱۲ھ کا آخری مہینہ ـــــ ایک تأثّر

ذی الحجہ آگیا۔ "حج کا مہینہ"۔ عید قربان اور شہادتِ عثمانؓ کا مہینہ! برکت، رحمت اور سعادت کی علامت! قربانی و ایثار، اخوّت و مساوات، قوّت و شوکت، عشق و مستی اور اطاعت و بندگی کے بے شمار مظاہر اور مناظر کا امین اور پاسدار مہینہ! وہی مظاہر اور مناظر جو ہمیں اس مہینے میں بکثرت یاد آتے ہیں اور پھر بسُرعت بھول جاتے ہیں۔ آئندہ برس تک کے لئے!۔ تاکہ ہم یوں ہی ہر ختم ہوتے سال کو بہ اطمینان ماضی کی گپھائیں ڈبوتے چلے جائیں۔ سال بھر متاعِ غرور کا سودا کرنے کے بعد کہیں ہم پر اپنے فریب سُود وزیاں کی حقیقت نہ کھل جائے۔ اسی لئے ہم کبھی پلٹ کر نہیں دیکھتے، کبھی دور تک نہیں دیکھتے۔ سال کے سال، ماہ کے ماہ، روز کے روز خوش ہو لیتے ہیں، رو لیتے ہیں۔ پر خود فریبی کا طلسم نہیں ٹوٹنے دیتے کہ ہمیں اس کی شکستگی نہیں پختگی عزیز تر ہے اسی لئے اسلام کی تاریخ اور اسلام کی تعلیم بھی ہمیں بہت عزیز ہے۔ اس کے صدیقین، شہدار اور صالحین پر ہمیں ناز ہے اور ہم ان کے وارث ہیں۔ ہم ـــ ریاکار نمازی، اِفطاری بازروزہ دار، سیاحت و تفریح کے جویا حاجی، زرِ سود پر زکوٰۃ ادا کرنے والے، عید، بقرعید پر اپنے ہی "غریب" بچوں اور بڑوں پر ترس کھانے والے، قربانی کا گوشت، رجب کے کونڈے، شب برأت کے گھرٹے اور ایصالِ ثواب کے مُرغن "جنتی" کھانے کھانے والے! ـــ ہم بہت غمگین ہو جاتے ہیں۔۔۔ مدینۃ الرسول کی اوّلین بے حُرمتی، سقوطِ بغداد، سقوطِ غرناطہ اور سقوطِ ڈھاکہ کو یاد کرکے!

اور یوں جب برکت، رحمت اور سعادت کی سب علامتیں ہم میں سمٹ آتی ہیں۔ ایثار، اخوّت، اطاعت اور استقلال کی ساری ایمانی شرطیں پوری ہو جاتی ہیں تو ـــ ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا! یہ کارواں گذشتہ بارہ سو سال سے اسی طرح جادہ پیما ہے۔ کبھی سُست، کبھی تیز، مگر اب تیز تر! کہ اب ہمیں "حج کے مہینے" کے گذر جانے پر بھی قطعاً محسوس نہیں ہوتا کہ ایک سال اور گذر چکا ہے۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ

؎ صورتِ شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب

پر ہم "وہ قوم" نہ بھی ہوں گے تو کیا فرق پڑے گا؟ ـــ کشمیریوں پر کوہِ غم ٹوٹے، افغانیوں کی آزادی کی سحر، شب گزیدہ ہو چکے، بوسنیا کے نوآزاد یوگوسلاوی مسلمانوں کے لئے زمین تنگ اور دنیا تاریک ہو جائے، الجزائر میں خونِ صد ہزاراں سے اُبھرنے والا اُجالا داغ داغ کر دیا جائے، سعودی عرب میں جمہوریّت کی جونکوں سے نظمِ مملکت کی اصلاح کروائی جائے، بیت المقدس کی آزادی کی بجائے اس کی مُرمّت کے مسئلہ پر رقیبانہ سرگرمی کا مُظاہرہ کیا جائے، اسرائیلی مواصلاتی ستیاروں کا نیا عالمگیر جاسوسی نظام مسلمانوں کے لئے تارِ عنکبوت بن جائے اور ادھر قبل مسیح کی وسیع و عریض ایرانی سلطنت

بقیہ ص ۱۳ پر

شاہ بلیغ الدین

فرشتے نے کہا

دو فرشتے آسمان سے اترے اور باتیں کرنے لگے۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک نے ان کی یہ باتیں سنیں۔ وہ اُس وقت کعبۃ اللہ کے پاس سوئے ہوئے تھے اور خواب دیکھ رہے تھے۔ ایک فرشتے نے کہا —— کچھ پتہ ہے اِس سال کتنے لوگ حج پر آئے ہیں؟

فرشتوں کا علم محدود ہوتا ہے۔ جو بات انھیں بتادی گئی اُس سے زیادہ نہ وہ جانتے ہیں نہ سوچ سکتے ہیں۔ دوسرے فرشتے کو تعداد معلوم تھی اُس نے کہا —— چھ لاکھ اللہ کے بندے اِس مرتبہ حج کو آئے ہیں۔ عبد اللہ بن مبارک بھی مرو سے حج ہی کے لیے گئے تھے۔

پہلے فرشتے نے پوچھا —— پھر یہ بتاؤ کہ کتنوں کا حج قبول ہوا؟ جواب ملا —— کیا معلوم کسی کا حج قبول ہوا بھی یا نہیں —— اس کا جواب سُن کر ابنِ مبارک کو بڑا افسوس ہوا۔ اُنھوں نے سوچا اِتنے سارے لوگ نہ جانے کہاں کہاں سے آئے ہیں۔ ندی، نالے، پہاڑ، دریا، سمندر جنگل صحرا عبور کرکے آنے والے ان بیچاروں کی محنت کیا یوں ہی اکارت چلی جائے گی؟ اللہ تعالیٰ تو کسی کی کوشش بیکار جانے نہیں دیتا۔ ابھی وہ یہ سوچنے ہی پائے تھے کہ خواب ہی خواب میں انھوں نے سُنا کہ دوسرے فرشتے نے کہا —— دمشق میں ایک موچی ہے۔ اُس کا نام ہے علی بن الموفق۔ وہ حج کو نہیں آسکا لیکن بارگاہِ رب العزت میں اُس کی نیت قبول ہوچکی ہے۔ اُسے نہ صرف حج کا ثواب ملے گا بلکہ اُس کے طفیل یہ سب حاجی بخشے جائیں گے۔

ارشادِ نبوی ہے کہ —— انسان کے عمل کا دارومدار اس کی نیت پر ہے۔ ہم نماز پڑھتے ہیں تو نیت کرتے ہیں۔ روزہ رکھتے ہیں تو نیت

کرتے ہیں۔ قربانی، زکوٰۃ، حج سب کے لئے نیت کرنی پڑتی ہے۔ نیت کے ساتھ ہی عمل معتبر ہوتا ہے۔ بغیر نیت کے عمل ایک حادثہ یا ایک اتفاق ہوتا ہے۔ نیت میں دکھاوا نہیں ہوگا۔ عمل میں دکھاوا ہو سکتا ہے۔ دل تو دل ہی ہوتا ہے۔ اس میں اچھی بری بہت سی باتوں کا خیال آتا ہے۔ صحابۂ کرام نے ایک بار ڈر کے پوچھا کہ ـــــ یارسول اللہ! اگر خیال یا نیت کی بھی جزا سزا ہے تو پھر وسوسوں کا کیا ہوگا؟ جواب میں بارگاہِ خداوندی سے سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں نازل ہوئی جن کا مطلب ہے وسوسوں کی پرسش نہیں ہوگی۔

خواب سے اٹھے تو ابنِ مبارک نے جی میں ٹھان لیا کہ دمشق جاؤں گا اور اللہ کے اس بندے سے انشاءاللہ ضرور ملوں گا جس کی فقط نیت کا اتنا بڑا اجر ہے۔ قربانی کے سلسلے میں حکم آیا تو ارشادِ ربانی ہوا۔ وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ۔ اللہ تک گوشت، خون نہیں تمہارا تقویٰ پہنچتا یعنی نیت اور اخلاص ہی کا اجر ہے۔

دمشق پہنچکر ابنِ مبارک اُس کے گھر پر پہنچے۔ آواز دی۔ ایک شخص نکلا۔ اُس سے پوچھا ـــــ آپ کا نام! جواب ملا ـــــ علی بن الموفق۔ ابنِ مبارک نے پوچھا ـــــ آپ کیا کام کرتے ہیں؟ جواب ملا ـــــ موچی ہوں! پھر اُس نے ابنِ المبارک سے اُن کا نام پوچھا۔ ابنِ مبارک بڑی ناموَر علمی شخصیت ہیں۔ محدثین میں اُن کا بڑا مقام ہے۔ وہ دل کے بہت نیک اور ہاتھ کے بہت کھلے تھے۔ قرآنِ کریم نے متقین کی جو تعریف کی ہے وہ اُن پر سجتی ہے۔ باتیں شروع ہوئیں تو ابنِ مبارک نے کہا ـــــ کچھ اپنا حال تو سنائیے؟ اُس نے کہا ـــــ حضرت تیس سال سے صرف اِس آرزو میں جی رہا ہوں کہ حج کروں۔ اِس مدت میں ایک ایک درم جوڑ کے میں نے تین ہزار درم جمع کئے تھے اور الحمدللہ اس سال میں اِس قابل ہوگیا تھا کہ حج کے لئے نکل سکوں لیکن اللہ کی مرضی میں اپنی نیت پوری نہ کر سکا۔ عبداللہ بن مبارک کو محسوس ہوا جیسے وہ موچی نہیں اخلاص و آگہی کا کوئی پیکر بول رہا تھا۔

اسلام نے بڑائی امارت میں نہیں شرافت کے پردے میں رکھی ہے۔ حضرت عبداللہ نے پوچھا ـــــ کوئی بات تو ہوگی کہ آپ نکل نہ سکے؟ جواب ملا ـــــ ہاں! میں نے آپ کو بتایا نا کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ تھی۔

ابنِ مبارک نے جب بہت زور دے کے پوچھا تو احسان کہہ کے جتلانے سے بچنے والے اللہ کے اُس نیک بندے نے کہا ـــــ میرا ایک ہمسایہ ہے۔ ایک دن میں اس کے پاس گیا۔ وہ لوگ کھانے کو بیٹھنے والے تھے۔ اُس نے مجھ سے کہا ـــــ افسوس! میں تمھیں اپنے ساتھ کھانے میں شریک نہیں کرسکتا؟ پچھلے تین روز سے میرا میری بیوی بچوں کا فاقہ تھا۔ مجبور ہو کر ہم نے ایک مردار گدھے کا گوشت کاٹ کر پکایا ہے۔ تم اِسے نہیں کھاسکتے تمھارے لئے یہ حرام ہے۔ علی بن الموفق نے کہا ـــــ یہ سن کر میرا دِل ایسا بھر آیا کہ کیا بیان کروں۔ میں فوراً اٹھا گھر گیا۔ وہ تین ہزار درم جو میں نے حج کے لئے اٹھا کر رکھے تھے لاکر اس کے حوالے کئے۔ میں بھی فاقے کرکر کے رقم بچاتا تھا کہ اپنی آرزو پوری کردں۔ لیکن مجھے خیال آیا کہ اپنے پڑوسیوں کی زندگی بچانا بھی حج سے کم نہیں۔ ویسے میری آرزو ہے کہ دیارِ حبیب کی زیارت کروں!

فرشتے نے جو کچھ کہا تھا اس کی حقیقت معلوم ہوگئی تو ابنِ مبارک سے رہا نہ گیا۔ انھوں نے حضرت علی بن الموفق کو اپنے خواب کی روداد سنائی۔

○ ○

آپ کے عطیات :

محاسبۂ مرزائیت و رافضیت کی جدوجہد کو تیز تر کرنے کے لئے اپنی زکوٰۃ، صدقات اور عطیات اپنی جماعت مجلسِ احرارِ اسلام کو بھیجیے

بذریعہ منی آرڈر :- سید عطاء المحسن بخاری مدظلہٗ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان

بذریعہ بنک ڈرافٹ یا چیک :- اکاؤنٹ نمبر ۲۹۴۳۲ حبیب بنک حسین آگاہی۔ ملتان

حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ،

امام الشہداء والمظلومین حضرت عُثمان ابن عفّان رضی اللہ عنہ

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پانچویں پشت میں عبد مناف پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر مل جاتے ہیں، اور اسلام لانے والوں میں چوتھے نمبر پر ہیں، آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے داماد تھے۔ بحکمِ خداوند تعالیٰ حضور علیہ السلام نے پہلے اپنی بڑی صاحبزادی سیدہ رُقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیا، اور ان کی وفات کے بعد ان کی چھوٹی بہن صاحبزادی سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی آپؐ نے حضرت عثمانؓ سے کیا اس وجہ سے آپ کو "ذو النورین" (دو نور والے) کہتے ہیں ان کی دوسری بیوی حضرت صاحبزادی اُمّ کلثوم کی وفات کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری اور چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں وہ یکے بعد دیگرے عثمان کو ہی دیتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے ہم زُلف تھے۔ اس وجہ سے بھی دونوں میں بہت محبت تھی۔ جب مصری اور کوفی خارجیوں نے ابن سبا یہودی کی قیادت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا تو حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کی طرف سے ان بدبختوں کے ساتھ مناظرہ کیا، اور ان سے پوچھا کہ تمہیں حضرت عثمانؓ سے کیا شکایت ہے۔ انہوں نے بہت سے الزامات حضرت عثمان پر لگائے جن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ حضرت عثمان نوعمر لڑکوں کو عہدوں پر لگاتے ہیں۔ اور بنو امیہ کو دوسروں پر ترجیح دیتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے ان دو

۱؎ صواعق عن طبرانی ص۹۷، ۲؎ ابن کثیر ج۷ ص۲۱۱، ص۱۷۱، ۳؎ اس الزام کے تحت اتنی توضیح ضروری ہے کہ ہر حکمران اور ہر حکومت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اہم عہدوں پر اپنے اعتماد اور بھروسے اور قابلیت اور لیاقت کے آدمی لگائے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں قثم بن عباس کو مکہ کا عامل، عبید اللہ بن عباس کو یمن کا عامل، عبد اللہ بن عباس کو بصرہ کا عامل، اور تمام بن عباس کو مدینہ کا عامل مقرر کیا ..... اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے اشارہ سے زیاد بن ابوسفیان کو فارس کا عامل مقرر فرمایا۔ (ابن کثیر ج۷ ص۳۱۷)

اعتراضوں کے جواب میں فرمایا کہ نوعمر لڑکوں کو عہدے حضرت عثمان اس وقت تک نہیں دیتے جب تک ان کی صلاحیت اور لیاقت پر ان کو اطمینان نہ ہو جائے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتاب بن اُسید کو بعمر بیس سال مکہ مکرمہ کا امیر بنایا تھا۔ ایسے ہی حضرت اُسامہ بن زید کو نوعمری میں ہی حضور علیہ السلام نے غزوۂ موتہ کے بعد شام کی جنگ کے لئے سپہ سالار مقرر فرمایا تھا، اور ان کی نوعمری کی وجہ سے بعض لوگوں نے اعتراض بھی کیا۔ پھر آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد صدیق اکبر رضؓ نے دوبارہ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو ہی امیرِ لشکر مقرر فرمایا۔ اس وقت بھی بعض انصار نے اعتراض کیا اور حضرت عمر کو درمیان ڈالا۔ جب حضرت عمر رضؓ نے حضرت صدیق اکبر رضؓ سے یہ بات کہی تو حضرت صدیق اکبر رضؓ نے غصہ سے حضرت عمر رضؓ کی ڈاڑھی پکڑ لی اور فرمایا: "کہ اے ابنِ خطاب! تیری ماں تجھے نہ پائے۔ کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ امیر کو ہٹانے کی جرأت کر سکتا ہوں؟"[1] اور باقی رہا اُمویوں کو ترجیح دینا تو حضور علیہ السلام بھی بعض حالات میں قریش کو دوسرے لوگوں پر ترجیح دیتے تھے[2]! اور خدا کی قسم اگر جنت کی کنجیاں میرے ہاتھ ہوں تو میں سب کے سب بنی اُمیہ کو جنت میں داخل کر دوں[3]۔" آپ بہت مالدار تھے اور آپ کے مال سے اسلام کی بہت امداد ہوئی۔ مسجد نبوی بہت تنگ تھی، آپ نے ملحقہ زمین

---

[1] ابن کثیر ج ۶ ص ۳۰۵

[2] قریش کو ہی نہیں بلکہ خاص امویوں کو ان کی لیاقت اور قابلیت کی بنا پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نوازتے تھے۔ چنانچہ فتح مکہ میں سیدنا حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر کو "دار الامان" قرار دیا تھا۔ اور حضرت عثمان کے چچا عثمان بن ابو العاص کو طائف اور اس کے مضافات کا، عتاب بن اُسید کو مکہ کا، خالد بن سعید کو یمن کا، عثمان بن سعید کو خیبر کا، اور ابان بن سعید کو بحرین کا حاکم مقرر فرمایا تھا۔ پھر حضرت صدیق اکبر رضؓ نے یزید بن ابوسفیان کو شامی فوج کا سردار مقرر فرمایا۔ اور ان کے بھائی امیر معاویہ رضؓ کو ایک حصہ فوج کا افسر بنا کر شام بھیجا، پھر عمر فاروق رضؓ نے یزید بن ابوسفیان کو شام کا والی بنایا اور پھر ان کی وفات پر حضرت معاویہ رضؓ کو ان کی جگہ شام کا والی بنایا، پھر حضرت معاویہ رضؓ لمبا عرصہ شام کے والی رہے۔ پھر حضرت علی رضؓ نے اپنے دورِ خلافت میں زیاد بن ابو سفیان کو فارس و عراق کا والی بنایا اور وہ حضرت علی رضؓ کی پوری مدت خلافت میں فارس اور عراق کے والی رہے۔

[3] ابن کثیر ج ۷ ص ۲۱۲،

خرید کر مسجد مبارک وسیع کر دی، مدینہ منورہ میں پانی کی تنگی تھی، آپ نے بیرِ رومہ (رومہ کا کنواں) خرید کر وقف کیا۔ جیش عسرۃ کی تیاری کے موقع پر آپ نے تین سو اونٹ پورے ساز و سامان سمیت پیش کئے اور ایک ہزار دینار نقد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گود مبارک میں ڈال دیئے تو حضور علیہ السلام نے بے ساختہ خوش ہو کر فرمایا: "کہ آج کے بعد عثمان جو کچھ کرتا رہے اسے ضرر نہ پہنچے گا۔"[1] اسی وجہ سے "عثمان غنی" بھی کہلاتے تھے، آپ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے بحری بیڑا قائم کیا اور سمندری جنگ کے لئے میدان تیار کیا۔ آپ کے عہدِ حکومت میں اُندلس، شمالی افریقہ اور بربر کے علاقے فتح ہوئے۔

خارجیوں کی حقیقت

حضرت عثمان کی شہادت میں یہودی ابن سبا کے رافضی سبائی فرقہ اور خوارج کا بہت دخل تھا اس لئے مختصراً ابن سبا یہودی اور خوارج کے کچھ حالات بیان کئے جاتے ہیں:

جب ۸ھ میں "جعرانہ" کے مقام پر غزوۂ حنین کا مالِ غنیمت حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم فرمایا تو بعض مصالح ضروریہ کی بناء پر بعض نومسلم مجاہدین کو آپ نے کچھ زیادہ عنایت فرمایا، ایک شخص "حرقوص بن ذو الخویصرہ تمیمی" نے اعتراض کیا کہ:

ما عدل فیھا ولا اراد فیھا وجہ اللہ۔ (ابن کثیر ج ۴ ص ۳۶۲)	اس تقسیم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (معاذ اللہ) خویش پروری اور اقربا نوازی کی ہے انصاف نہیں کیا، اور خدا کا خیال نہیں رکھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو اسے فرمایا: "خدا تجھے خوار کرے اگر میں انصاف نہ کروں تو پھر اور کون انصاف کرے گا؟ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "اگر اجازت ہو تو اس کی گردن اڑا دوں"۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: "اس کو کچھ نہ کہو! لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں"۔ پھر فرمایا کہ اس کے اور بہت ساتھی ہوں گے، دین کی نمائش بہت کریں گے مگر یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے نکل جاتا ہے، ان کی نشانی یہ ہو گی کہ وہ قرآن بہت پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا" یعنی زبان پر قرآن ہو گا باطن میں اس کی تاثیر نہ ہو گی۔

---

[1] ابن کثیر ج ۷، ص ۲

یہ تھی خارجیوں کی ابتداء ، یہاں سے ان کا سلسلہ چلا اور جنگ جمل وصفین اور نہروان کا باعث یہی لوگ بنے۔

خارجیوں کی یہ بڑی مشہور نشانیاں تھی کہ ایک تو اپنے فرقہ کے سوا سب کو کافر مشرک سمجھتے تھے ، ہر ہر بات پر آیات پڑھ دیتے تھے اور زبان دراز ایسے تھے کہ ہر بڑی سے بڑی ہستی پر فوراً اعتراض کرنا اور گستاخی کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے ، تمام صحابہ کرامؓ کو غلط کار اور کافر سمجھتے تھے۔

غارت گرِ اُمّت مُفتنِ اعظم دشمنِ قرآن و صحابہ

یہودی ابنِ سبا اور اُس کی ناپاک رافضی سازش

فتوحاتِ عرب اور شام ومصر میں جہاں عیسائیوں کا نقصان ہوا وہاں یہودی بھی تباہ وبرباد ہو گئے اور پورے جزیرۃ العرب سے نکال دیے گئے ، اسلام کی ناقابلِ تسخیر طاقت کے ساتھ علانیہ میدانِ جنگ میں مقابلہ کرنا یہود ونصاریٰ کے لئے قطعاً ناممکن ہو گیا تھا۔ اس لئے انہوں نے اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے ایک زیرزمین جال پھیلایا اور یہودی ابن سبا کو اس کام کے لئے منتخب کیا۔

ابن سبا ، رُومی الاصل یہودی تھا۔ امام مظلوم وشہید سیدنا حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب خوارج کا زور ہوا تو یہ زندیق ومنافق بھی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مصر آگیا اور اپنی خباثت کے پَر پُرزے نکالنے لگا۔ شام ، عراق اور مصر کے لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ صحابہ کرام کی طرح ان کو حضور علیہ السلام کی صُحبتِ مُبارکہ مُیسّر نہ آئی تھی اس لئے لازماً نور تقویٰ اور کمالِ بے نفسی کی ان میں کمی تھی ، دینی مضبوطی اور عقائد کی پختگی جیسی صحابہ کرام کی تھی نہ ان کو حاصل تھی اور نہ حاصل ہو سکتی تھی۔ اس لئے رافضیوں کے روحانی باپ اور یہودی گورو گھنٹال ابن سبا کو اپنی خباثت ان نومسلم لوگوں میں پھیلانے کی گنجائش مل گئی ، اسلام کے خلاف جو کام اربوں کھربوں کے خزانوں اور لاکھوں کروڑوں کی فوجوں سے نہ ہو سکتا تھا وہ اس بانیٔ رفض وسبائیت ایک یہودی دجال نے کر دکھلایا ، اور اپنی بدمعاشی اور فتنہ پردازی سے قیامت تک کے لئے مسلمانوں کو سُنّی اور رافضی سبائی دو متوازی اُمتوں میں تقسیم کر کے رکھ دیا۔

یہی یہودی پہلا شخص ہے جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا کہا، ان کے "وصیِ رسول" ہونے کا شوشہ چھوڑا۔ "محبت اہلِ بیت" کا خوشنما نعرہ لگایا، اور خلافت "حقِ علی ہونے کا اعلان کیا، اور خلفائے راشدین خصوصًا حضرت عثمان شہید رضی اللہ عنہ کو ظالم و غاصب قرار دیا (العیاذ باللہ!)

یہودی ابنِ سبا کی گمراہ کن چال

یہودی ابنِ سبا لوگوں کو یوں گمراہ کرتا تھا کہ مصر، شام اور عراق کے خالی الذہن اور خام معلومات کے جوشیلے نومسلم نوجوانوں کے جمگھٹوں میں پہنچ جاتا اور نہایت معصومانہ، مخلصانہ، و مشفقانہ طرزِ بیان سے پوچھتا "کیوں جی حضرت علیؓ حضور علیہ السلام کے سگے چچا زاد بھائی ہیں نا"؟ لوگ کہتے "ہاں"! پھر یہ کہتا "اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جگر کا ٹکڑا ہیں؟ اور ان کی ناراضگی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناراضگی ہے"؟ لوگ کہتے "ہاں"۔! پھر یہ کہتا "کیوں جی حضرت عثمان جنگ اُحد کے موقع پر بھاگ گئے تھے؟ اور بیعتِ رضوان کے موقع پر بھی موجود نہ تھے اور جنگ بدر سے بھی غیر حاضر تھے"؟ لوگ کہتے "ہاں"۔! پھر یہ کہتا کیوں جی حضرت عثمان نے خویش پروری کرتے ہوئے اپنے قریبی رشتہ دار حکومت کے عہدوں پر ناحق مقرر کر دیئے ہیں"؟ سادہ لوح کہتے "جی ہاں"۔! حالانکہ ان کی اکثریت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مقرر کردہ تھی۔ تو اب یہ منافق کہتا "پھر یہ کتنا ظلم ہے کہ خلافت کے اصلی حق دار حضرت علیؓ کو چھوڑ کر غلط کار حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا جائے۔ یہ اصلی اور جائز حق دار کی حق تلفی ہے جس کا ازالہ سب مسلمانوں پر فرض ہے"۔[1]

ایک تیر سے "تین شکار"

مسلمانوں کے گمراہ کرنے کے لئے ابن سبا، یہودی کو اس طرح کے اور بہت سے شیطانی گُر یاد تھے، مثلاً جو عقل کے اندھے زیادہ مُعتقد ہو جاتے تو ان کو کہتا کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت مائی فاطمہؓ کا باغِ فدک غصب کر لیا، اور حضرت عمرؓ نے ان کا دروازہ جلایا اور حضرت علیؓ کے گلے میں رسی

---

[1] ابن کثیر ص ۱۶۷ ج ۷، ص ۱۶۸

ڈال کر حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کے لئے جبراً گھسیٹ کر لائے اور (معاذ اللہ) حضرت مائی فاطمہ کے لات ماری جس سے حضرت محسن کا اسقاط ہو گیا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ!

اس طرح وہ ملعون بیک وقت ایک تیر سے تین شکار کرتے ہوئے حضرت علیؓ بلکہ تمام بنو ہاشم کو بھی رسوا کرتا اور حضرات ثلاثہ کو بھی بدنام کرتا اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈال کر اپنا اسلام دشمنی والا اصلی مقصد حاصل کرتا، اس طرح وہ بدبخت ہزاروں مسلمانوں کو بہکانے اور پھسلانے میں کامیاب ہو گیا۔

لَعَنَہُ اللّٰہ وَ اَخْزَاہُ (اللہ اس پر پھٹکار بھیجے اور اسے ذلیل و رسوا کرے)

حضرت عثمانؓ کے خلاف سبائی محاذ

جب بصرہ، کوفہ اور مصر کے ان سازشیوں نے اندر اندر جڑیں کچھ مضبوط کر لیں تو اب انہوں نے میدان میں نکل کر کھل کھیلنے کا فیصلہ کیا، پس یہودی ابن سبا، اور ان لوگوں نے خط و کتابت کر کے تاریخ مقرر کی اور سب مجتمع ہو کر شوال ۳۵ھ میں حاجیوں کی شکل میں مدینہ منورہ آ پہنچے۔ آپس کی خط و کتابت میں انہوں نے حضرت علی اور حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عائشہ صدیقہ اور دوسرے مشہور اور جلیل القدر صحابہ کرامؓ کی طرف سے دوسرے مقامات کے لوگوں کے نام فرضی خط لکھ لکھ کر ان حضرات کی جعلی مہریں بھی لگالیں کہ یہ حضرات حکم دیتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ خراب ہو گئے ہیں، بارِ خلافت اٹھانے کے اہل نہیں رہے۔ اس لئے ان کو معزول کیا جائے۔ پھر جو صحابہ کوفہ میں تھے ان کے ناموں کے جعلی خطوط مصر اور بصرہ کے لوگوں کے نام اور جو صحابہ مصر میں رہتے تھے ان کے ناموں کے جعلی خطوط کوفہ اور بصرہ کے لوگوں کے نام، اور جو صحابہ مدینہ منورہ میں مقیم تھے ان کے ناموں کے خطوط مصر اور کوفہ، بصرہ کے لوگوں کے نام لکھے۔ چنانچہ یہ لوگ حاجیوں کی شکل میں[۱] اڑھائی ہزار کی تعداد میں مدینہ پہنچ گئے[۲]۔

مدینہ منورہ کے صحابہ کرام نے جب یہ حالات دیکھے تو سب حضرات نے ان سبائیوں سے نفرت

[۱] تفصیل کے لئے ابن کثیر جلد ہفتم کے صفحات، ۱۷۳، ۱۷۵، ۱۸۷، ۱۹۵ دیکھیں [۲] ابن کثیر صفحہ ۱۷۱، [۳] صفحہ ۲۲۸

اور لاتعلقی کا اظہار کیا۔ حضرت امیر المؤمنین علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہم نے اور دوسرے صحابہ کرامؓ نے ان کو سختی سے روکا اور مجبور کر کے مدینہ منورہ سے نکال دیا۔ چنانچہ یہ لوگ مدینہ منورہ سے واپس چلے گئے۔ مگر راستہ میں جا کر رک گئے۔ ادھر ذی القعدہ میں مدینہ منورہ کے عام لوگ جب حج پر تشریف لے گئے، اور مدینہ منورہ تقریباً مردوں سے خالی ہو گیا تو ان لوگوں نے موقع کو پھر غنیمت جان کر راستہ سے واپس ہو کر ذی الحجہ میں مدینہ منورہ پر دوبارہ حملہ کر دیا، اور بہانہ یہ بنایا کہ حضرت عثمان نے حاکم مصر کو یہ خط لکھا ہے کہ یہ جب یہ لوگ مصر پہنچیں تو ان کو قتل کر دو۔ حافظ ابن کثیر یہ واقعات تفصیل سے بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ :۔

كتبوا من جهة على و طلحة والزبير الى الخوارج كتباً مزوّرةً انكروها و هكذا زُوّر هذا الكتاب على عثمان

(ابن کثیر ص ۱۷۵ ج ۷)

ان سبائیوں نے حضرت علی، طلحہ اور زبیر کی طرف سے خوارج کے نام جعلی خطوط لکھ لئے جن کا ان سب حضرات نے انکار کیا ایسے ہی حضرت عثمان کے نام سے جعلی خط لکھا گیا جس کا حضرت عثمان کے فرشتوں کو بھی علم نہ تھا۔

چنانچہ ان لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا، حضرت عثمان کے مکان کے صدر دروازے پر تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرات حسن و حسین و عبداللہ بن زبیر وغیرہ نوجوان صحابہ رضی اللہ عنہم کا مضبوط پہرہ لگا دیا۔ بلکہ ایک جھڑپ میں حضرت حسنؓ زخمی بھی ہو گئے۔ اس بناء پر ان سبائیوں کو فکر ہوئی کہ کہیں بنو ہاشم مشتعل نہ ہو جائیں، دوسرے ان کو یہ فکر بھی تھی کہ چند دن بعد جب دوسرے صحابہ کرام حج سے واپس آ گئے تو پھر کچھ بس نہ چل سکے گا۔ نیز ان کو یہ بھی پتہ چل گیا کہ شام اور بصرہ و کوفہ سے حضرت عثمان کی نصرت اور مدینہ منورہ کی حفاظت کے لئے فوجیں روانہ ہو چکی ہیں تو ان کو خوف لاحق ہوا کہ اگر اسلامی فوجیں اور حجاج کرام مدینہ منورہ پہنچ گئے تو ان کی خیر نہیں اس لئے انہوں نے جلد سے جلد تر حضرت عثمانؓ کو شہید کرنے میں ہی اپنی عافیت دیکھی۔ چنانچہ زیادہ حصہ نے تو صدر دروازے پر حملہ کیا جن کی مدافعت میں حضرات حسنین اور دوسرے نوجوان صحابہ کرام مصروف ہو گئے۔ لیکن چند سبائی نہایت ہوشیاری اور پھرتی کے ساتھ مکان

کی پچھلی طرف سے حضرت عمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر گھس کر حویلی کی دیوار پھاند کر اندر پہنچ گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تلاوت فرما رہے تھے کہ ان کو بوقت عصر انتہائی ظلم سے شہید کر دیا۔ اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون[1]۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس حادثہ فاجعہ کا علم ہوا تو آپ بے ساختہ دوڑتے ہوئے آئے اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو تھپڑ بھی مارا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بھی دھکا دیا۔ مگر انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے ان کو دروازے سے نہیں گھسنے دیا۔ ان کے چند آدمی اچانک پچھلے ہمسائے کے مکان سے اندر گھس گئے اور ہم اس طرف کے باغیوں کو روکنے میں مصروف تھے تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔!

عمرِ مبارک شہادت کے وقت بیاسی ۸۲ برس کی تھی، بروز جمعہ بعد عصر ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ میں شہید ہو کر جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

---

[1] ابن کثیر ص ۱۸۸ ج ۷

بقیہ از ص ۳

کی بحالی کے مجوسیانہ خواب دیکھے جائیں تو ہمیں بھلا کیا فرق پڑے گا؟ یہ سب گذرے سال کی باتیں ہی تو ہیں اور ہماری تو آئندہ "اسلامی سال" کی اور بہت سی مصروفیتیں ہیں۔

ہم سلامت رہیں ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

وقتِ دُعا ہے: ابنِ امیرِ شریعت قائدِ تحریک ختم نبوت حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ پر ۱۸ مئی ۹۲ء کو اچانک فالج کا حملہ ہوا ہے جسم کا دایاں حصہ اور زبان متأثر ہیں۔ چودہ روز ہسپتال کے علاج کے بعد الحمد للہ بیماری میں نمایاں کمی آئی ہے، حضرت شاہ جی اب گھر منتقل ہو چکے ہیں اور ڈاکٹرز کے زیرِ ہدایت علاج اور مکمل آرام فرما رہے ہیں۔ احباب و اکابر سے آپ کی جلد صحت یابی کے لئے دعاؤں کی خصوصی درخواست ہے۔

سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مدظلہٗ

شاہ است غنی، بادشاہ ست غنی

سپاس خلوص و خراج عقیدت بہ حضورِ امامتہ پناہ، شہادت پائیگاہ، حضرت امیر المؤمنین، امام المتقین، ثالث الخلفاء الراشدین، قدوۃ العادلین الہادین المہدیین، امام الشہداء والمظلومین، زوج الابنتین، افضل الختنین (ہر دو آخری داماد نبی) ذو النورین، صاحب الہجرتین، فرزند ہمشیرِ رسول، مومنِ سابق و کامل و صحابیِ رسول، دامادِ اکبرِ رسول، شوہرِ دو ہمشیرگانِ فاطمۃ البتول، ہم زلفِ علی، فخرِ ما دودمان بنی ہاشم و بنی امیہ، رئیس اہلِ بیتِ نبوت، فاتح کابل و افریقہ و ترکستان، قتیل و ذبیحِ تیغِ یہود و ابنِ سبا، شہید راہِ حق در رضائے وفا، مرقعِ صبر و وفا، کشتۂ صد جور و جفا، کامل الحیاء و الغناء و السخاء و الحلم و الایمان، جامع و حافظ و محافظِ قرآن، الشہید حالِ تلاوۃ الفرقان، سیدنا و مولٰینا ابو عامر، ابو عبد اللہ **عثمان** ابن عفان قرشی، ہاشمی اموی سلام اللہ و رضوانہٗ علیہ

(بہ تقریب یوم شہادت عثمان غنی علیہ السلام والرضوان ۔ ۱۸ ذی الحجۃ الحرام)

"سر" داد ۔ نہ داد ۔ "دست" ۔ در دستِ "یہود" ۔۔۔!!

بر فلکِ عدل ۔ مہر و ماہ ست غنی "شاہ" ست غنی ۔ "بادشاہ" ست غنی
چوں جامعِ مصحفِ "اِلٰہ" ست غنی "دین" است غنی ۔ "دین پناہ" ست غنی
ہم زلفِ علی و خالوئے حسنین فردوسِ دل و خلد ۔ نگاہ ست غنی
صدیق و عمر بہر دین "سقف" و "عماد" "باب" است "علی" "شہر پناہ" ست غنی

"سر" داد ۔ نہ داد "دست" ۔ در دستِ "یہود"
حقا کہ نشانِ "لا اِلٰہ" ست غنی

جانشینِ امیرِ شریعت
سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری مدظلہ

شہیدِ حق رضی اللہ عنہ کا مقام سمجھا تو خود کو اُن کا غلام سمجھا

شہیدِ حق جو ہیں — اُنکا ماتم — کبھی کیا ہے نہ ہم کرینگے
وُہ لوگ محسن ہیں — اُنپہ ہرگز کبھی نہ ایسا ستم کرینگے
نبی کے داماد اور صحابی — نبی کے برحق سوم خلیفہ
جبیں عقیدہ کی اُنکے در پر — بڑی محبتہ سے خم کرینگے
شہیدِ حق نے ہی خوب سمجھا تھا — رازِ اُلفۃ — مقامِ اُلفۃ
ہم اُنکی عزۃ پہ مرنے مٹنے کا کچھ ذرا بھی نہ غم کرینگے
نبی نے اُنکو یہ کی — وصیّۃ — اتار نا مت قمیصِ خلعۃ
بھرم — خلافۃ — کا رکھنا قائم — کہ خود ہی مالک کرم کرینگے
شہیدِ حق پر خدا کی رحمۃ، ادا کیا حق — جانشینی،
ہم اُس جیالے — غنی — کے قربان۔ تمام جاہ و حشم کرینگے

ہوئے وہ ۔ اُمّۃ کے ۔ حق ۔ پہ قرباں، کسی کا موروثی حق نہ سمجھا
نمازِ اُلفت میں اپنا ۔ کعبہ ۔ اُنہی کا نقشِ قدم کرینگے
شہیدِ حق کا مقام ۔ سمجھا ۔ تو خود کو اُنکا ۔ غلام ۔ سمجھا
اُنہی کو اپنا ۔ امام ۔ سمجھا ، انہی کا اُونچا ۔ علَم کرینگے
وفا شعاری ۔ حلالیوں ۔ کا نشانِ ۔ ایثار ۔ بن چکا ہے
خُدا ۔ سے ۔ وعدہ ۔ کیا ہے ۔ پورا ۔ اُسے خدا کی قسم کرینگے

محترم شاہ بلیغ الدین صاحب کی

تاریخی ـــــ تحقیقی ـــــ تصانیف

روشنی ـــــــ	قیمت مجلد	۶۵/..	پیپر بیک	۵۰/..
تجلّی ، ـــــــ	قیمت مجلد	۷۵/..	پیپر بیک	۶۶/-
طُوبیٰ ، ـــــــ	قیمت مجلد	۱۰۰/..		
رزمِ حق و باطل ـــ	قیمت مجلد	۶۶/..	جلد اوّل	

سادہ زبان ، دلکش اندازِ بیان رنگین کتابت و طباعت

ملنے کا پتہ

اپنے شہر کے کتب فروش سے طلب کیجئے !
۶۰/ بی العریش سن سیٹ بلے وارڈ نزد پی این ۔ ایس شفا

ڈیفنس کراچی

پروفیسر عابد صدیق

روئے مصحف پہ بنا جس کا لہو سُرخ لکیر

پیکرِ حلم و حیاء، حضرتِ عثمانِ غنی۔!
کفوِ شاہِ دوسرا، حضرتِ عثمانِ غنی۔!
جس کا شیوہ تھا عطاء، حضرتِ عثمانِ غنی۔!
جس سے راضی ہے خدا، حضرتِ عثمانِ غنی۔!

جس کو اللہ نے پہنائی خلافت کی رداء۔!
شاہِ کونین سے جس کو ہوئے دو نور عطاء۔!
وہ حیادار، فرشتے بھی کریں جس سے حیاء۔!
بعد شیخین کے افضل جو سب اُمت میں ہوا۔!

ہاتھ جس شخص کا دستِ شہِ عالم ٹھہرے۔!
شاہِ کونین کی جنت میں رفاقت جو کرے۔!
شان میں جس کی شہنشاہِ دو عالم یہ کہے۔!
"ہے معاف آج کے بعد اِس کو جو چاہے وہ کرے"۔!

جیشِ عُسرۃ کے لئے اُس نے ہی سامان کیا۔!
وُسعتِ مسجدِ نبوی کا شرف جس کو ملا۔!
بیرِ رُومہ سے مسلمانوں کو سیراب کیا۔!
جس کو خوش ہو کے دُعاء دیتے تھے محبوبِ خدا۔!

پوری اُمّت میں نہ تھی جس کی سخاوت کی نظیر۔!
بعدِ بوبکرؓ و عمرؓ۔ پوری جماعت کا امیر۔!
اہلِ مکہ کی طرف تھا جو محمدؐ کا سفیر۔!
"روئے مصحف" پہ بنا جس کا لہو۔ سرخ لکیر۔!

وہ خلافۃ کا امین اور وہ مظلوم شہید۔!
حافظِ وحیِ خدا، جامعِ قرآنِ مجید۔!
جس کے اموال کا مصرف رہا، جنت کی خرید۔!
دی گئی جس کو کئی مرتبہ، جنت کی نوید۔!

رفق و شفقت میں یگانہ تھا جو۔ وہ۔ نرم خصال۔!
بُردباری و تحمل۔ کی نہیں جس کے مثال۔!
دورِ فتنہ۔ میں رہِ حق پہ کیا صبرِ کمال۔!
جان دے دی۔ نہ کیا اُس نے مدینہ میں قتال۔!

پیکرِ حلم و حیاء حضرتِ عثمانِ غنیؓ

تصحیح

گذشتہ ماہ کے "نقیب ختم نبوت" میں شمائل ۱ ۱ھ ! چغتائی صاحبؒ کے عنوان سے قمرالحسنین قمر کی نظم میں ایک مصرعہ سہو کاتب سے چھپنے سے رہ گیا تھا، وہ شعر یوں ہے:

احرار سے وفا کا نمونہ چلا گیا
یُمن و سلامتی کا نمونہ چلا گیا!

شاعرِ اہلِ سنّت علّامہ اثر زبیری مرحوم

زندگی تصویر تھی عشقِ رسول اللہ کی

سراپائے امیر المؤمنین، امام المتقین، جامع القرآن، کامل الحیاء والحلم والایمان امام الشہداء والمظلومین ثالثِ الخلفاء الرّاشدین العادلین سیّدنا "ابوعامر" "ابوعبد اللہ" "عثمان" ابنِ عفّان سلام اللہ ورضوانہٗ علیہ!

دِل میں ایماں کی تجلی، آنکھ میں نورِ مبیں
فرق پر تاجِ شہادت عشق سے روشن جبیں
جس کی پابوسی کو حاضر عزّتِ دنیا و دیں
لب کشا ہیں جس کی مدّاحی میں خود رُوح الأمیں
جس کو دامادی ملی تھی سیّدِ کونین کی
جس نے دنیا میں سند پائی تھی ذوالنورینؓ کی

۲

جس کی چشمِ پاک میں میں سرمۂ حلم و حیا
جس کا اندازِ حیا، جبریل کو شرما گیا
ہاں ادب کرتے تھے جس کا خود شہِ ہر دو سرا
زیبِ فرقِ پاک "اُحیاہُم" کا سہرا مرحبا
روئے روشن پر نظر پڑتی تھی مہر و ماہ کی
زندگی تصویر تھی عشقِ رسول اللہ کی

۳

اے سفیرِ سرورِ کونین اے فخرِ جہاں
یاد ہے اب تک حُدیبیہ کی بیعت کا سماں
تیری فرقت سے بہت مضطر تھے شاہِ انس و جاں
تھا اسی میں راز لیکن تیری رفعت کا نہاں
بے کسی میں بھی خدا کا لطف تیرے ساتھ تھا
تیرا دستِ پاک خود فخرِ اُمم کا ہاتھ تھا

۴

اے کہ تیرا پیکرِ انور فروغِ آفتاب
شاہدِ ایماں کا آنچل تیرے چہرہ کی نقاب
مصحفِ رخ تیرا عکسِ منظرِ اُمّ الکتاب
تیری چشمِ پاک میں گہوارۂ حسن و حجاب
حاصلِ ذوقِ حرم کیفیتِ صہبا ہے تو
توتیا ہے چشمِ اہل اللہ خاکِ پا ہے تو

۵

اے قتیلِ تیغِ اعدا آہ! اے شہیدِ بے کفن! — محضرِ عشقِ نبی ہے تیرا گلگوں پیرہن
دیدنی ہے تیرے خونِ بے گنہ کا بانکپن — جس نے رنگیں کر دیا دینِ محمد کا چمن
اُف یہ مظلومی! ؟ یہ حسرت کا سماں دیکھے کوئی — فاطمہؓ بی بی کی زخمی انگلیاں دیکھے کوئی؟

۶

السلام اے جامعِ آیاتِ قرآں السلام! — مطلعِ حلم و حیا، منشائے ایماں السلام!
اے رفیقِ مصطفیٰ! محبوبِ رحمٰن السلام! — فخرِ اربابِ وفا، نازِ شہیداں السلام!
کتنی عظمت ہے تری مظلومی حالات میں! ؟ — یہ ادا ملتی نہیں دُنیائے موجودات میں!

طلوعِ سحر

جانشینِ امیرِ شریعت سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری مدظلہ کی گذشتہ پچیس برسوں میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت ازواج و اصحابِ رسول علیہم الرضوان کے موضوع پر ہونے والی تقاریر کی جلد اوّل

طلوعِ سحر کے نام سے معاویہ پبلیکیشنز کے زیرِ اہتمام شائع ہو گئی ہے، خوبصورت ٹائیٹل اور کمپیوٹر کتابت سے مزین۔

۵۲۸ صفحات سیرت و تاریخ کے اہم موضوعات پر سیر حاصل خطبات۔

علماء، طلباء اور عامۃ الناس کے لئے یکساں احادیث کی حامل ایک بیش قیمت دینی پیش کش۔

قیمت: ۱۸۰ روپے

رابطہ کے لئے

معاویہ پبلیکیشنز ۔۔ ۲۳۲ کوٹ تغلق شاہ مُلتان۔

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی مُلتان۔

شاعرِ اہلِ سنّت علّامہ اثر زبیری مرحوم

جنازۂ شہید

جو گوشِ حق نیوش ہے، تو آہِ دل گداز سن
صدا شکستِ دل کی ہے نوائے نَے نواز سن

سلوک کیا ہوا ہے لاشۂ غنی سے دیکھ لے؟
زبانِ بے زبان سے فسانۂ حجاز سن

رسول کا یہ حکم ہے کہ اُن سے حُسنِ ظن رکھو!
ندائے غزنوی ہے یہ حکایتِ ایاز سن

جو اپنے انحطاط کا سبب ہے، پوچھنا تجھے!
سبائیوں کا دشمنوں کے ساتھ ساز باز سن

یہ مصریوں کا قہر ہے، یہ کوفیوں کا مکر ہے!
خلیفۂ رسول کی بلاکشی کا راز سن

علی کے عہدِ پاک میں یہ خوں فشانیاں کہاں ہیں؟
یہ جوشِ انتقام ہے۔ ہے غیظ کارساز سن

غنی کی لاش جا رہی تھی تختۂ شکستہ پر؟
برہنہ پا، برہنہ سر تھا پیکرِ نیاز سن

ستمگروں نے کھینچ لی قمیص ـــ جسمِ پاک سے
ہے سوزِ دل بڑھا ہوا، غمِ جگر کا راز سن

ہوئے وہ دفن کس طرح سے جنۃ البقیع میں؟
بہت جگر خراش ہے یہ قصۂ دراز سن،

حقیقت آشنا اٹھا ـــ وہ جس پہ حق کو ناز تھا
وہی شہید ہو گیا یہ فتنۂ مجاز سن

دلوں کو کیوں نہ شق کرے یہ داستانِ خوں چکاں؟
گلو کے ساتھ کٹ گئی تھیں نائلہ[۱] کی انگلیاں

۱؎ مخدومۃ المسلمین سیدۂ نائلہ" رضی اللہ عنہا زوجۂ امام مظلوم سیدنا عثمان" سلام اللہ و رضوانہ علیہ"

ایران کی معاشی صورت حال ... وُہی چیلے ہیں پرویزی

جائزہ : سازمان مجاہدین اہلِ سُنّت ایران (بلوچستان)

کسی ملک کی ترقی اور خوش حالی کا انحصار وہاں کے عوام کی معاشی فلاح اور سماجی بہبود میں ہے۔ ایران میں لائے گئے شیعی انقلاب نے جہاں سیاسی میدان میں عالم اسلام کو انتشار اور افتراق دیا وہاں معاشی میدان میں ایرانی عوام کو نان شبینہ کا محتاج بنا یا۔ جب سے یہ "انقلابی" حکومت برسرِ اقتدار آئی ہے درآمدات وبرآمدات کے پرانے نظام ختم ہو چکے ہیں، اور بیروزگاری عروج پہ ہے، تیل کی فروخت سے جو کچھ ہاتھ آتا ہے وہ اسلامی ممالک میں تخریب کاری، دہشت گردی اور شیعیت پھیلانے میں خرچ ہوتا ہے۔ عملاً ایران میں صنعت وتجارت سرکار اور اس کے زیرِ سایہ چلنے والے اسمگلروں کی ملکیت اور تحویل میں ہے۔ یہ اسمگلر نہ صرف حکومت کے اہل کاروں اور بیوروکریسی کو رشوت اور منافع میں حصہ دار بناتے ہیں، بلکہ یہ لوگ سرکاری جاسوس کے طور پر بھی مفت کام کرتے ہیں تاکہ مزید مُراعات کے حقدار ٹھہریں۔

دوسری طرف اہل سنت کے ساتھ خصوصی طور پر یہ سلوک کیا جا رہا ہے کہ انہیں معاشی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی بالکل اجازت نہیں، مثال کے طور پر اگر ایک سُنّی نجی طور پر کوئی تجارت یا دکانداری کا لین دین شروع کرے تو اگلے دن حکومت کے کارندے انہیں مشکوک قرار دیتے ہوئے پوچھتے ہیں کہ آپ نے یہ سرمایہ کہاں سے لیا ہے؟ خود ہی جواب دیتے ہیں کہ یا تو کسی بیرونی ملک کی طرف سے جاسوسی کے سلسلے میں یہ رقم ملی ہوگی یا آپ ہیروئن کا کاروبار کرتے ہیں۔ پھر اسی خود ساختہ الزام کے تحت ان بیچاروں کو جیلوں میں لے جاتے ہیں، جہاں بعض اوقات ان کو بھاری رشوت لے کر چھوڑ دیتے ہیں، اسی طرح جو سُنّی کھیتی باڑی کا کام کرتے ہیں، یا سمندری علاقہ کے جو سُنّی ماہی گیری کا کام کرتے ہیں ان پر پابندی ہے کہ وہ اپنی تمام کی تمام "کمائی" حکومت کے ہاتھ متعین شدہ سستے داموں میں بیچیں۔ یہ حربہ اس لئے کہ اہل سنت کو حکومت کا دست نگر بنا یا جائے۔

اشیاءِ صرف اور روزمرہ استعمال کی بیشتر اشیاء عموماً دو جگہوں پر دستیاب ہوتی ہیں، ایک بلیک مارکیٹ سے اور دوسرے سرکاری سرپرستی میں چلنے والے "کوآپریٹو شاپس" سے۔ بلیک مارکیٹ میں ان کی قیمت اتنی مہنگی ہوتی ہے کہ عام آدمی اس کا نام لینے سے کتراتا ہے، اور سرکاری اسٹوروں تک اصل رسائی انہی لوگوں کی ہوتی ہے جو یا خود بڑے آدمی ہوں یا کسی بڑے آدمی کے سفارش لانے والے ہوں، عوام کے لئے صورت یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے انہیں ہر ایک چیز کے لئے الگ "کوپن" "راشن کارڈ" دے دیے جاتے ہیں۔ جن کے ذریعے مطلوبہ اشیاء کے حصول میں شدید پریشانی ہوتی ہے۔ ہر ایک چیز کی دستیابی کے لئے لمبی لمبی قطار بندی کی ضرورت ہوتی ہے، مثلاً روٹی کے لئے بھی "صف بندی" ہوتی ہے حتیٰ کہ اگر آپ مرغی کا انڈا اور نمک بھی اگر سرکاری اسٹور سے لینا چاہیں تو دو تین میل لمبی صف میں کھڑے ہو جائیں، اور یہ عمل تین چار ایام تک جاری رکھیں، اگر انڈے بچ گئے تو آپ کی باری بھی آجائے گی۔ اور بہت دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی کے دو تین دن روزانہ کسی چیز کے حصول کے لئے صبح سے شام تک صف میں کھڑے ہونے کا نتیجہ بھی اس اعلان کی صورت میں ملتا ہے کہ وہ چیز ختم ہوگئی ہے۔ یہاں دراصل رعیت کو صفوں کے چکر میں اتنا معروف رکھا گیا ہے کہ وہ نظام کے خلاف کچھ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی، اگر کچھ کرنے کا خیال آبھی جائے تو اسے فرصت ہی نہیں ملے گی، مثلاً جونہی کسی کو چینی کے لئے کوپن جاری ہوا اس نے دکانوں کے چکر لگانے شروع کر دیے، چار پانچ دن بعد کہیں سے اگر چینی مل ہی جائے تو دوسری طرف چاول کے لئے کوپن جاری ہو چکے ہوتے ہیں۔ پھر اسی طرح رعیت چاول کے کوپن لے کر دربدر پھرتی رہتی ہے، یعنی مہینہ کے اکثر اوقات میں آدمی کسی نہ کسی چیز کو حاصل کرنے کے لئے کوآپریٹو شاپس کی صفِ مذلت میں کھڑا ہوا پایا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ آخر یہ سب کچھ کیوں ہے جب کہ ایران میں اشیاءِ صرف وافر مقدار میں موجود ہیں۔

ایک سرکاری عہدیدار نے ہمیں کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہم نے عوام کو کیوں خودساختہ معاشی تنگی میں مبتلا کیا ہے؟ پھر بتایا کہ جس وقت ایرانی عوام شاہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تو اس وقت اشیاءِ صرف کی بہتات تھی اور عام آدمی کو سستی قیمت پر دستیاب تھیں۔ چنانچہ جب ہم نے شاہ کے خلاف ایجی ٹیشن شروع کیا تو پیٹرول سے لے کر پانی تک اپنے گھروں میں اسٹور کر لیا، اس کے نتیجہ میں

ہماری معیشت پر کوئی خاص فرق نہیں پڑا۔ تو ہم بالکل یک سوئی اور لگن کے ساتھ حکومتِ شاہ کے خلاف مظاہرے کرتے رہتے، اس نے کہا کہ اب ایک بار پھر معیشت کو سستا اور آسان کر کے ہم کس طرح عوام کو ایک بار پھر سڑکوں پر آنے کا موقع مہیا کریں گے۔

یہ حقیقت ہے کہ عوام کو معاشی طور پہ بالکل مفلوج کر دیا گیا ہے، معمولی سے کاروبار پر اتنا ٹیکس لگایا جاتا ہے کہ لوگ کاروبار بند کر دینا بہتر سمجھتے ہیں۔ حقیقت میں معیشت کو چند مفاد پرستوں کی رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا ہے، مفاد پرست تو اپنے مفادات حاصل کر ہی لیتے ہیں، اور غریب خواہ مخواہ کی مصیبت میں پستے رہتے ہیں۔

پچھلے دنوں ایک عجیب وغریب شرمناک اور جانکاہ حادثہ پیش آیا، اس سے آپ ایران کی اندرونی معاشی حالت زار کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ حالیہ سردی کے موسم میں مٹی کا تیل نہ ملنے کی وجہ سے کئی لوگ سردی سے ہلاک ہو گئے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ ایرانی سماج میں بطور ایندھن لکڑی وغیرہ کا استعمال نہیں ہوتا، بجلی کی فیس بہت ہی زیادہ ہے اور گیس بھی دستیاب نہیں ہے اس لئے اکثر وبیشتر لوگ مٹی کے تیل سے کام چلاتے ہیں۔ اس سال سردی میں یہ واقعہ ہوا کہ تیل کی دولت سے مالامال اس ملک کی رعایا مٹی کا تیل دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے سردی کے مقابلے سے جانبر نہ ہوئی اور بہت سے بوڑھے اور بچے داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ نام نہاد پارلیمنٹ میں اس حادثہ پر گرما گرم بحث ہوئی، صدر رفسنجانی کے نائب حبیبی نے پیٹرولیم کے وزیر غلام رضا آقا زادہ سے کہا کہ آپ لوگوں سے معافی مانگیں۔ تو بعض ممبروں نے برافروختہ ہو کر کہا معافی کس چیز کی! معافی سے مسائل تو حل نہیں ہوتے!

ہم نے یہ تو سنا تھا کہ بعض ممالک میں قحط کی وجہ سے لوگ معاشی بحران کے شکار ہیں، مثلاً بنگلادیش جہاں بھوک اور سردی بھی جان لیوا ثابت ہوتی ہے لیکن آج کے دور میں دنیا کے وہ زرخیز ممالک جن کا تمامتر سہارا تیل ہے ان میں تیل نہ ملنے کی وجہ سے لوگ ہلاک ہو رہے ہوں تو واقعی تعجب کی بات ہے حقیقت یہ ہے کہ ایران میں نہ اشیاءِ صَرف کی قلت ہے اور نہ تیل و پیٹرول اور گیس کی، لیکن معلوم ہوا ہے یہ حکومت کی پالیسی ہے، حکومت سمجھتی ہے کہ اس کے علاوہ رعیت کو قابو رکھنے کی اور کوئی صورت نہیں ہے۔

قائدِ انقلاب خمینی نے انقلاب سے قبل بارہا اعلان کیا تھا کہ ہم جب برسرِ اقتدار آئیں گے تو

لوگوں کو تیل کی قیمت میں براہِ راست شریک کریں گے اور تیل کی قیمت سے ہی ہر ایک آدمی کے حصہ میں اتنا ہی پیسہ آسکتا ہے کہ انہیں کسی اور کام کی ضرورت نہیں ہوگی! انہی دلفریب نعروں کے ذریعہ عوام کو بے وقوف بنا کے زمامِ اقتدار پر قبضہ کیا گیا لیکن آج یہ صورت حال ہے کہ ۱۲ سال انقلاب کو گذر جانے کے باوجود لوگ ایک لقمۂ نان کے لئے ترستے ہیں اور عوام پر معیشت کے تمام دروازے بند پڑے ہیں، لوگ معاشی بدحالی اور کمر توڑ گرانی سے تنگ آگئے ہیں لیکن ان مکار ظالموں نے اپنے پلان ہی اس قسم کے تیار رکھے ہیں کہ حالات جیسے بھی ہوں پبلک سڑکوں پر آنے کے قابل نہ ہو اور نہ انہیں یہ فرصت میسّر ہو، اشیاء صَرف کی قیمتیں روزانہ بڑھتی جا رہی ہیں۔ تقریباً ہر تین مہینہ میں قیمتیں دس فیصد بڑھتی ہیں۔ ایرانی حکومت نے باہر کی دنیا میں یہ پروپیگنڈہ شروع کیا ہے کہ انقلاب کی برکت سے ہم بہت ترقی کر چکے ہیں، ایران میں لوگ ہر لحاظ سے خوش ہیں۔ سابق شاہ کی زیادتیوں کا ہم نے ازالہ کیا ہے۔ باہر کے لوگ بھی عام طور پر یہی سمجھتے ہیں کہ ایران نے معاشی طور پر ترقی کی ہے اور عوام خوش حال ہیں، حالانکہ حقیقت اس کے بالکل الٹ اور برعکس ہے ہم ذیل میں شاہ کے آخری دور اور موجودہ دور میں قیمتوں کا ایک تقابلی جائزہ پیش کرتے ہیں اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکیں گے کہ انقلاب کی "برکت" سے عوام پر کیا نکبت نازل ہوئی ہے!

اشیاء کی قیمتوں کا تقابلی جائزہ

1979 = 1991

تفصیل اشیاء	سابقہ قیمت 1979	موجودہ قیمت 1991	تفصیل اشیاء	سابقہ قیمت 1979	موجودہ قیمت 1991
گندم فی کلو	۲- تومان	۱۵- تومان	اسکولوں کی درسی کتب فی عدد	مفت	۳۰- تومان
پیاز فی کلو	۵- ریال	۲۵- تومان	مزدوروں کی عام تنخواہ	۵۰- تومان	۲۰۰- تومان
آلو فی کلو	۵- ریال	۳۰- تومان	ٹویوٹا گاڑی (کار)	۳۰۰۰۰- تومان	۲۰۰۰۰۰۰- تومان
چاول فی کلو	۵- تومان	۶۰- تومان	موٹر سائیکل (ہنڈا)	۴۰۰۰- تومان	۱۵۰۰۰۰- تومان
ایک روٹی	۵- ریال	۳۱- تومان	چینی سائیکل	۶۰۰- تومان	۱۵۰۰۰- ریال
گھی فی کلو	۶- تومان	۲۰۰- تومان	اندرونی ڈاک ٹکٹ	۵- ریال	۵- تومان
بوتل فی عدد	۱- تومان	۳۰- تومان	بیرونی ڈاک ٹکٹ	۷- ریال	۲۶- تومان

پلاسٹک جوتے (چپل)	۵- تومان	۷۰- تومان	ریفریجریٹر	۲۰۰۰- تومان	۵۰۰۰۰- تومان
ٹیٹرون (کپڑا) فی میٹر	۵- تومان	۳۵۰- تومان	مٹی کا تیل ۲۰ لیٹر	۵- تومان	۴۰۰- تومان
پینسل فی عدد	۲- ریال	۱۰- تومان	پٹرول فی لیٹر	۲- تومان	۳۰- تومان
کاپی ۴۰ صفحے	۵- ریال	۵۰- تومان	غسل کے صابن	۲- تومان	۵۰- تومان
اسکول فیس	مفت	۵۰۰- تومان	سرف کپڑے دھونے کے لیے	۲- تومان	۱۰۰- تومان
چینی	۲- تومان	۱۰۰- تومان	بسوں اور ہوائی جہازوں کا کرایہ سابق سے بیس گنا زیادہ		
بکرے کا گوشت	۱۰- تومان	۳۶۰- تومان	مکانات، ہوٹلوں کا کرایہ اور بجلی کی فیس بھی بیس سے تیس گناہ زیادہ		

نوٹ: (۱) گیس سوائے چند مرکزی شہروں کے پورے ایران میں نایاب ہے۔ مٹی کا تیل بھی اگر مل جائے تو بڑی مشکل سے ملتا ہے۔ پٹرول ہفتہ میں ایک بار ملتا ہے۔ نمایاں ذکر ہے کہ میت کے کفن کے لئے حکومت ۳۵ ہزار تومان اُن کے ورثاء سے وصول کرتی ہے۔

(۲) ہر تومان ۱۰ ریال کا ہوتا ہے اور بلیک مارکیٹ میں ہر ۲ تومان ایک روپیہ کا بنتا ہے، سرکاری حساب سے ایک تومان ایک روپیہ بیس پیسے کا ہوتا ہے۔

(۳) یہ سروے ایران کے صوبہ بلوچستان کی خرید وفروخت کے مطابق ہے، بعض صوبوں میں اس سے بھی زیادہ مہنگائی ہے۔ اس لئے کہ بلوچستان پاکستان کے ہمسایہ میں واقع ہے اور ضروری اشیاء گھی، چاول وغیرہ وہاں سے سستے حاصل کر لئے جاتے ہیں۔

شیزان کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کیجئے!

یاد رکھئے! ہم مسلمان ہیں اور مرزائی کافر مرتد!
ہم اگر اُن کی مصنوعات استعمال کریں گے تو وہ ہمارے سرمائے سے ہمارے خلاف اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے آسانیاں پائیں گے،

فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔ بائیکاٹ یا ——؟

ساغر اقبالی

زباں میری ہے بات اُن کی

—— حکومت کے ارادے نیک اور نیت ٹھیک ہے۔ (عبدالستار لالیکا)

لوٹ مار، چھینا ہمارا مشن ہے۔

—— والدین بچوں کو رضاکارانہ طور پر اہم شخصیات کے استقبال کے لئے بھیجتے ہیں۔ (میئر بلدیہ لاہور)

سفید جھوٹ! کیا اے سی، ڈی سی، کمشنر، وزراء اور آپ کی بچیاں، بچے بھی سڑک کے کنارے اسی طرح گھنٹوں کھڑے رہتے ہیں؟

—— خدا کا شکر ہے حکمت یار کو اقتدار نہیں ملا۔ (اعظم ہوتی)

ورنہ امریکہ بہادر حکومت پاکستان سے ناراض ہو جاتا۔

—— اپوزیشن جماعتوں میں سے کسی کو بھی ملک سے محبت نہیں ہے۔ (سردار آصف احمد علی)

سردار آصف علی —— تیری رہے ہری بھری!

—— ان نیک کاموں سے دور رہتا ہوں جو جلد بوڑھا کر دیتے ہیں۔ (پیر پگاڑا)

تبرا بے شمار —— بکار ثواب!

—— عطا محمد قریشی اپنے پارلیمانی قائد حامد سعید کاظمی پہ برس پڑے "میں کسی قبر کا مجاور نہیں ہوں"۔ (عطا محمد قریشی)

قوموں کے مقدر کے بنے پھرتے ہیں یاور
شہروں کے مچھندر ہوں کہ قبروں کے مجاور

—— اسلامی جمہوریہ افغانستان۔ کابل کا بازار حسن بند کر دیا گیا۔ (ایک خبر)

بے بنیاد لوگوں کی شہ رگ پر ایک ضرب کاری!

—— ناراض طالب علم نے امتحان میں فیل کرنے والے استاد کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ (ایک خبر)

ہماری تعلیمی پالیسی —— کلاشنکوف وی سی آر

—— سرخ سیلاب آنے والا ہے۔ (اجمل خٹک)

اب تک پیسے پورے نہیں ہوئے؟

—— ریڈر نے خاتون اسسٹنٹ کمشنر کے ماتحت کام کرنے سے انکار کر دیا۔ میرا ضمیر اور اسلامی شریعت مجھے کسی عورت کے حکم کی تعمیل کی اجازت نہیں دیتی۔ (ریجنل ریڈر، اعجاز احمد)

زندہ باد اعجاز صاحب! "الرّجال قوّامون علی النّساء"

—— شٹ اپ! یو ڈنکی، یو ڈاگ "عرب پارلیمانی اجلاس میں عراقی مندوب کی کویتی نمائندے کو گالیاں"!
(ایک خبر)

آج کل کے مہذب جانوروں کی باتیں!

—— کابل میں بدمعاشوں کی حکومت ہے، آٹھ موٹے ملّاؤں کے بوجھ سے تخت ہی ٹوٹ جائے گا۔ (ولی خان) باچا خاں کے مزار کی خیر ——!

—— ترکی جیسا اسلام ہونا چاہیئے جہاں عورتیں سکرٹ پہنتی ہیں اور ملک بھی ترقی کر رہا ہے (صنعت کار نسیم سہگل)

ے خانے میں "پیشاب" پیو اور مسجد میں بھی چندہ دو
خوش رہے شیطان بھی، اللہ بھی ناراض نہ ہو۔

تحریک تحفظ ختم نبوت کی اہم پیشکش

● عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ردِ مرزائیت کے سلسلہ کی اہم کتابیں ● جن کی اشاعت سے قادیانی ایوان لرز اٹھے
● کفر وارتداد اور بے دینی کے اس معاشرے میں ان کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

● مسئلہ ختم نبوت علم و عقل کی روشنی میں (مولانا مفتی محمد اسحٰق سندیلوی) ۱۸/ روپے ● قادیان سے اسرائیل تک جناب ابو مدثرہ ۴۰/ روپے
● قادیانیوں کو دعوت حق (مولانا محمد عبداللہ) ۲۵/ روپے ● تائیدِ آسمانی در ردِّ نشانِ آسمانی مولانا محمد جعفر تھانیسری ۵/ روپے
● اسلام اور مرزائیت (تقابلی مطالعہ) (مولانا محمد عبداللہ) ۱۲/ روپے ● ردِّ قادیانیت پر دس کتابچے ۱۰/ روپے

خصوصی رعایت

● کوئی ایک کتاب منگوانے پر ۲۰٪ رعایت ● مکمل سیٹ منگوانے پر ۳۳٪ رعایت اور ● ۱۰۰۰/ روپے کی کتب منگوانے پر ۴۰٪ رعایت اور ماہنامہ نقیبِ ختم نبوت ایک سال کے لئے مفت جاری کیا جائے گا۔

نوٹ: رقم پیشگی ارسال کریں، کتاب رجسٹرڈ ڈاک سے ارسال کی جائے گی، ڈاک خرچ بذمہ ادارہ ہوگا۔

تحریک تحفظ ختم نبوّت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان
دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان، فون ۷۲۸۱۲

آزر ــــــ کون ؟

چند شبہات کا ازالہ

ایک مولانا صاحب نے خطبہ جمعہ کے دوران ارشاد فرمایا کہ "آزر ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام ہے یہ ابراہیم علیہ السلام کے والد نہ تھے کیونکہ آزر از روئے قرآن مشرک تھا اور مشرک نبی (پیغمبر) کا اصل نہیں بن سکتا۔ اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام کے آباء و اجداد سب پاک تھے اور مؤمن تھے اور شرعاً چچا پر "اَبْ" کا اطلاق مجازاً جائز ہے جیسا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قرآن مجید میں سیدنا یعقوب کا اَب قرار دیا گیا ہے اور حدیث میں آتا ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چچا باپ کی مانند ہوتا ہے۔ لہٰذا آزر ابراہیم علیہ السلام کے چچا ہیں والد نہیں ــــ ذیل کی سطور میں اس قسم کے دلائل پیش کرنے والے جملہ "محققین" کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں دیا گیا ہے۔

آزر قرآن اور مفسرینؒ کی نظر میں

اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْۤ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

اور جب کہا ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر کو تو کیا پکڑتا ہے مورتیوں کو خدا، میں دیکھتا ہوں تو اور تیری قوم صریح بہکی ہوئی ہے۔

ا : اس آیت کی تفسیر میں صاحب مواہب الرحمٰن لکھتے ہیں :" یعنی بیان کر بطور نصیحت کے جب کہ کہا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے جس کا لقب آزر تھا اور اصلی نام اس کا تارح تھا۔ آخر میں حا ئے مہملہ ہے۔ چنانچہ قاموس میں بھی باب الحاء المہملہ میں مذکور ہے۔ اور بعض نے بخاء معجمہ ضبط کیا ہے

ضحاکؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ابراہیمؑ کے باپ کا نام آزر نہ تھا بلکہ تارح تھا۔ رواہ ابن ابی حاتم وکذا فیما اسندہ عن عکرمۃؒ عن ابن عباسؓ۔ کہا کہ آزر بُت کا نام ہے اور ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارح تھا اور ماں کا نام مثلی اور جورو کا نام سارہ اور مملوکہ باندی کا نام ہاجرہ تھا۔ قال ابن کثیر وھکذا قال غیر واحد من علماء النسب۔ مجاہدؒ وسدیؒ نے کہا کہ آزر بت کا نام ہے قال ابن کثیر شاید اس بُت کی خدمت کرنے کی وجہ سے اس پر یہ نام غالب آگیا ہو۔ قال ابن جریر شاید اس کے دو نام ہوں، آزر و تارح اور شاید ایک لقب ہو اور صواب یہ ہے کہ اس کے باپ کا نام آزر تھا قال ابن کثیر یہ قول جید قوی ہے۔

قال المترجم، مفسر نے شاید تاریخ ونسب بیان کرنے والوں کی جماعت پر نظر کر کے یہ اختیار کر لیا کہ آزر لقب ہے اور تارح نام ہے اور حق وہی ہے جو ابن جریر نے کہا جیسا کہ ابن کثیرؒ نے اس کی تجویز کی ہے۔ اور تارح نام بنی اسرائیل یعنی یہود و نصاریٰ سے سنا ہوا مروی ہوا ہے اور اسی پر دلالت کرتا ہے جو سراج میں لایا کہ امام بخاریؒ نے تاریخ کبیر میں کہا کہ ابراہیمؑ بیٹے ہیں آزر کے جس کا نام توراۃ میں تارح ہے پس ابراہیمؑ کے باپ کے دو نام ہوئے جیسے یعقوبؑ واسرائیل دونوں حضرت یوسفؑ کے باپ کے نام تھے۔ اور بخاری نے افراد میں روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ملیں گے اور آزر کے چہرہ پر قترت وغبرت ہو گی! (الیٰ آخر الحدیث) پس اس میں مصرح کر دیا کہ آزر ان کا باپ تھا۔

قال ابن کثیرؒ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مصرح فرمایا کہ واذکر فی الکتاب ابراھیم انہ کان صدیقا نبیا ہ اذ قال لابیہ یابت لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا (الآیہ) اور اس میں ہے کہ باپ کو کہا کہ سلام علیک سأستغفر لک ربی (الآیہ) اور فرمایا وما کان استغفار ابراھیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدھا ایاہ (الآیہ) (سورۃ مریم پ۱۶)

اور صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ قیامت کے روز ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ملیں گے پس آزر ان سے کہے گا کہ میرے بیٹے آج کے روز میں کچھ تیری نافرمانی نہ کروں گا، پس ابراہیمؑ عرض کریں گے اے پروردگار تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ بروز بعث تجھ کو خفیف نہ کروں گا اور اس سے بڑھ کے کیا خواری ہے کہ میرا باپ دور پڑا ہے پس کہا جائے گا کہ اے ابراہیم پیچھے دیکھ

پس دیکھیں گے تو نظر آوے گا کہ ایک بدبخ ملتطخ (سیاہی بنجاست آلودہ) ہے پس اس کے چاروں پاؤں پکڑ کر آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

قال المترجم! پس صحیح وصواب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر تھا اور تارح اس کا دوسرا نام ہوگا، جیسا کہ اہل تاریخ ونسب اور اگلے اہل کتاب نے کہا ہے کیونکہ توراۃ میں تارح اس کا نام لیا گیا، جیسے اسرائیل حضرت یعقوبؑ کا نام لیا گیا ہے اور بعد آیات واحادیث صحیحہ کے کسی کو مجال نہیں ہے کہ آزر نام ہونے میں کلام کرے۔ فی السراج آزر نام ہونا اصح ہے اور یہی ثابت ہے اور اصلی نام تارح نہیں اور کہا کہ وہ کوئی نام گاؤں کا رہنے والا تھا جو سواد کوفہ میں ہے۔ الخ۔"

(تفسیر مواہب الرحمٰن صـ۲۰۵ بلفظہ)

۲: تفسیر خازن میں ہے:

وقال سعید ابن المسیبؒ ومجاهد آزر اسم صنم کان والد ابراهیم یعبده وانما سماه بهذا الاسم لان من عبد شیئًا اواحبه جعل اسم ذالك المعبود اوالمحبوب اسما له۔ (تفسیر خازن صـ۲۶ ج ۲)	سعید ابن المسیبؒ اور مجاہد تابعیؒ فرماتے ہیں کہ آزر ایک بُت کا نام ہے جس کی ابراہیمؑ کے والد پرستش کیا کرتے تھے، اس بُت کے نام سے ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام پڑ گیا کیونکہ جو کسی شئی کی پرستش کرتا ہے یا اس سے محبت کرتا ہے تو معبود اور محبوب کے نام پر عابد اور محبّ کا نام رکھ دیا جاتا ہے۔

۳: تفسیر الاکلیل میں ہے:

وهو اسم ابیه اولقبه لانه خلاف بین النسّابین ان اسم ابیه تارح وهو عطف بیان لابیه الخ۔ (تفسیر الاکلیل صـ۲۷ ج ۴-۵)	کہ آزر ابراہیم علیہ السّلام کے والد کا نام ہے یا اس کا لقب ہے کیونکہ نسب بیان کرنے والوں میں اختلاف پایا جاتا ہے اور ان اسم ابیہ تارح یہ عطف بیان لابیہ کے جملہ کے لئے ہے۔

۴: تفسیر مدارک میں ہے:

وهو اسم لابيه او لقبه الخ (تفسير مدارك التنزيل صـ ۲۸۴ ج ۱)

کہ آزر یہ نام ہے ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا یا لقب ہے اس کا۔

۵ : الامام الجليل العلامہ ابی البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفیؒ لکھتے ہیں :-

هو اسم ابيه او لقبه لانه خلاف بين النسابين ان اسم ابيه تارخ وهو عطف بيان لابيه (تفسير النسفی صـ ۱۹ ج ۲)

کہ آزر یہ نام ہے ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا یا اس کا لقب ہے کیونکہ علماء النسب نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے بعض نے آزر کو نام اور بعض نے لقب کہا ہے۔

۶ : تفسیر خازن میں ہے :-

والصحيح هو الاول ان آزر اسم لابی ابراهيم لان الله تعالىٰ سماه به وما نقل عن النسابين والمؤرخين ان اسمه تارخ ففيه نظر لانهم انما نقلوه عن اصحاب الاخبار واهل السير من اهل الكتاب ولا عبرة بنقلهم وقد اخرج البخاری فی افراده من حديث ابی هريرة ان النبی صلی الله عليه وسلم قال يلقی ابراهيم عليه وسلم اباه آزر يوم القيامة وعلى وجه آزر

صحیح بات وہی پہلی ہے کہ آزر ابراہیم ع کے باپ کا نام ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہی اس کا نام ذکر فرمایا ہے اور نسّاب اور مؤرخین نے جو اس کا نام تارخ نقل کیا ہے وہ محل نظر ہے اس لئے کہ انہوں نے نقل کیا ہے اہل کتاب کے اصحاب اخبار اور اہل سیر سے اور ان کی نقل کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اور تحقیق امام بخاری رحمہ اللہ نے افراد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ملاقات فرمائیں گے جب کہ آزر کے منہ پر غبار اور سیاہی چھارہی ہو گی،

فترة و غبرة (الحدیث) فسماه النبی صلی اللہ علیہ وسلم آزر ایضًا و لم یقل ابا ہ تارخ فثبت بھذا ان اسمہ الاصلی آزر لا تارخ واللہ اعلم۔ (تفسیر خازن ص۲۷ ج۲ پ)	(الحدیث) پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر بتایا ہے اور یوں نہیں فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ تارخ کے ایسا ایسا ہوگا، پس اس سے ثابت ہوگیا کہ ابراہیم کے باپ کا اصلی نام آزر تھا نہ کہ تارخ۔

۷۔ فخر المفسرین امام فخر الدین الرازیؒ اپنی تفسیر کبیر میں " واذ قال ابراھیم لابیہ آزر" الآیۃ کے تحت لکھتے ہیں:

(المسئلۃ الثالثہ) ظاہر ھذہ الآیۃ یدل علی ان اسم والد ابراھیم ھو آزر، و منھم من قال اسمہ تارخ۔ قال الزجاج لاخلاف بین النسابین ان اسمہ تارح ومن الملحدۃ من جعل ھذا طعنًا فی القرآن وقال ھذا النسب خطأ ولیس بصواب وللعلماء ھٰھنا مقامان:	تیسری بحث یہ کہ اس آیت کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا اور بعض حضرات نے کہا کہ اس کا نام تارح تھا۔ امام زجاجؒ نے فرمایا کہ علمائے انساب کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس کا نام تارح تھا، اور ملحدین نے اس کو قرآن مجید میں طعن قرار دیا اور کہا کہ یہ نسب نامہ درست نہیں ہے بلکہ غلط ہے۔ اس موقع پر علماء کے لئے دو مقام (موقف) ہیں۔
(المقام الاول) ان اسم والد ابراھیم علیہ السلام ھو آزر، واما قولھم	**مقام اول:** یہ کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا باقی رہا ان کا یہ قول کہ تمام نسب دان اس بات

اجمع النسّابون على ان اسمه كان تارح فنقول هذا ضعيف لان ذلك الاجماع انما حصل لان بعضهم يقلد بعضًا و بالأخرة يرجع ذلك الاجماع الى قول الواحد والاثنين مثل قول وهب وكعب وغيرهما وربما تعلقوا بما يجدونه من اخبار اليهود والنصارى ولا عبرة بذلك فى مقابلة صريح القرآن۔

(المقام الثانى) سلمنا ان اسمه كان تارح ثم لنا ههنا وجوه۔

(الوجه الاول) لعل والد ابراهيم كان مسمى بهذين الاسمين فيحتمل ان يقال ان اسمه الاصلى كان آزر وجعل تارح لقباًله فاشتهر هذا اللقب وخفى الاسم فالله ذكره بالاسم ويحتمل ان يكون بالعكس وهو ان تارح كان اسماً اصلياً

پر متفق ہیں کہ ان کا نام تارح تھا اس بارے میں ہم کہتے ہیں کہ یہ قول ضعیف ہے۔ اس لئے کہ یہ اجماع اس طرح ہوا کہ ایک دوسرے کی اندھی تقلید میں (مکھی پر مکھی مارتے چلے گئے) بلا تحقیق نقل کرتے چلے گئے ہیں۔ انجام کار بات ایک دو آدمی پر جا کر ٹھہرتی ہے جیسے وہب اور کعب وغیرہما کا قول ہے بعض اوقات تو وہ یہود و نصاریٰ کی اخبار پر انحصار کر لیتے ہیں جس کا صریح قرآن مجید کے مقابلہ میں کوئی اعتبار نہیں۔

مقام دوم: اگر ہم مان لیں کہ سیدنا ابراہیم علیہ کے باپ کا نام تارح تھا تو اس صورت میں بھی ہمارے لئے کئی صورتیں محتمل ہیں۔ **وجہ اوّل** شاید کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کے یہ دونوں نام ہوں۔ پھر یہ بھی احتمال ہے کہ ان کا اصلی نام آزر ہو اور تارح اس کا لقب ہو، اور لقب مشہور ہو گیا اور نام پوشیدہ اور مخفی ہو گیا ہو پھر اللہ تعالیٰ جلّ مجدہٗ نے اس کا ذکر اصلی نام (آزر) کے ساتھ کیا ہو۔ اور اس کے برعکس بھی احتمال ہے اور وہ یہ کہ اس کا اصلی نام تارح ہو اور آزر لقب

و آزر لقبا غالبًا فذكره
الله تعالى بهذا اللقب الغالب
(الوجه الثاني) ان يكون
لفظة آزر صفة مخصوصة
في لغتهم، فقيل ان آزر اسم
ذم في لغتهم وهو المخطئ كانه
قيل وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ
المخطئ كانه عابه بزيغه
وكفره وانحرافه عن الحق
وقيل آزر هو الشيخ الهرم
بالخوارزمية وهو ايضًا
فارسية اصلية.
واعلم ان هذين الوجهين
انما يجوز المصير اليهما
عند من يقول بجواز اشتمال
القرآن على الفاظ قليلة
من غير لغة العرب.
(والوجه الثالث) ان آزر
كان اسم صنم يعبده والد
ابراهيم، وانما سماه الله
بهذا الاسم لوجهين. احدهما
انه جعل نفسه مختصًا
بعبادته ومن بالغ في
محبة احد فقد يجعل

ہو جو عام پر غالب آ گیا ہو اور اللہ تعالیٰ
نے اس لقب غالب کے ساتھ اس کا ذکر
فرمایا ہو۔ وجہ ثانی: ممکن ہے کہ
لفظ آزر ان کی لغت میں ابراہیم علیہ السلام
کے والد کی صفت مخصوصہ ہو، جیسا کہا
گیا ہے کہ ان کی لغت میں آزر مذمت
کا اسم ہے اور اس کا معنیٰ ہے خطاکار
گویا کہ یوں کہا گیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام
نے اپنے خطاکار باپ سے کہا گویا
کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس کجروی اور
اس کے کفر اور حق سے انحراف کرنے
کی وجہ سے اس پر عیب لگایا، اور بعض
نے کہا ہے کہ آزر خوارزمیہ لغت میں
بوڑھے کو کہتے ہیں جب کہ ابراہیمؑ کے
والد بھی فارسی الاصل تھے۔ مخاطب کو یہ
بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ مذکورہ دو صورتیں
ان لوگوں کے ہاں جائز ہیں جو اس بات
کے قائل ہیں کہ قرآن مجید میں بعض غیر عربی الفاظ
استعمال ہوئے ہیں۔
وجہ ثالث: یہ کہ آزر ایک بت کا نام
تھا جس کی ابراہیم علیہ السلام کا والد پوجا
(پرستش) کیا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے
اس کا نام اسی بت کے نام پر رکھ دیا اور
اس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک وجہ یہ کہ

اسم المحبوب اسمًا للمحب
قال الله تعالیٰ (یوم ندعوا
کل اناس بامامهم)
وثانیها بان یکون المراد
عابد آزر فحذف المضاف
واقیم المضاف الیه مقامه۔
(الوجه الرابع) ان والد
ابراهیم علیه السلام کان
تارح وآزر کان عما له
والعم قد یطلق علیه
اسم الاب کما حکی الله
تعالیٰ عن اولاد یعقوب انهم
قالوا (نعبد الٰهك وَ اله
آبائك ابراهیم واسمٰعیل
واسحٰق) ومعلوم ان اسمٰعیل
کان عما لیعقوب، وقد اطلقوا
علیه لفظ الاب فکذا ههنا
واعلم ان هٰذه التکلفات انما
یجب المصیر الیها مؤول
دلیل باهر علیٰ ان والد
ابراهیم ما کان اسمه
آزر وهٰذا الدلیل لم یوجد
البتة، فای حاجة تحملنا
علیٰ هٰذه التاویلات، و

ابراہیم علیہ السلام کے والد نے اپنے
آپ کو اس بُت کی عبادت کے لئے
مختص کر رکھا تھا اور ان کے ہاں یہ دستور
تھا کہ جب کوئی کسی کی محبت میں حد سے
بڑھ جاتا تو اس کا نام اس کے محبوب کے
نام پر رکھ دیا کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ
نے ارشاد فرمایا "کہ جس روز ہم تمام لوگوں
کو ان کے امام کے نام سے پکاریں گے"۔
اور دوسری وجہ یہ کہ اصل میں
تقدیر عبارت یوں تھی عابد آزر پھر مضاف
(یعنی عابد کے لفظ) کو حذف کر کے مضاف الیہ
یعنی آزر کے لفظ کو اس کی جگہ کھڑا کر دیا گیا
وجہ رابع، یہ کہ ابراہیم علیہ السلام
کے والد کا نام تارح تھا اور آزر ان کے
چچا کا نام تھا۔ کیونکہ کبھی چچا پر بھی باپ کا
اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
اولاد یعقوب کی طرف سے حکایت کی
ہے کہ انہوں نے اپنے باپ کے
جواب میں کہا تھا کہ "ہم عبادت کریں گے
تیرے رب کی اور تیرے آباء و اجداد
ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق علیہم السلام
کے رب کی"۔ اور یہ بات معلوم شدہ ہے
کہ اسمٰعیل علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کے
چچا تھے حالانکہ اس پر باپ کا لفظ استعمال

الدلیل القوی علیٰ صحۃ ان الامر علیٰ ما یدل علیہ ظاھر ھٰذہ الآیۃ ان الیھود والنصاریٰ والمشرکین کانوا فی غایۃ الحرص علیٰ تکذیب الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام واظھار بغضہ فلو کان ھٰذا النسب کذبا لامتنع فی العادۃ سکوتھم عن تکذیبہ وحیث لم یکذبوہ علمنا ان ھٰذا النسب صحیح واللہ اعلم!

(المسئلۃ الرابعۃ) قالت الشیعۃ ان احدا من آباء الرسول علیہ السلام و اجدادہ ما کان کافرًا وانکروا ان یقال ان والد ابراھیم کان کافرًا وذکروا ان آزر کان عم ابراھیم علیہ السلام وما کان والدًا لہ واحتجوا علیٰ قولھم بوجوہ، الخ۔

(تفسیر کبیر جلد ۱۳ و ۱۴ مصری طبع اول ص۳۷، ص۳۸)

کیا گیا ہے تو اسی طرح یہاں بھی چچا پر آپ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جب کہ یہ سب کچھ تکلفات ہیں اور یہ تکلفات اس وقت جائز ہو سکتے ہیں جب کہ اس پر کوئی دلیل بیّن موجود ہو کہ ابراہیمؑ کے والد کا نام آزر نہ تھا اور حقیقت حال یہ کہ اس پر کوئی دلیل موجود نہیں تو پھر کس وجہ سے ہم یہ تاویلات اختیار کریں جب کہ اس کے برخلاف اس پر قوی دلیل موجود ہے کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھٹلانے (تکذیب کرنے) بڑی انتہائی حریص تھے اور ہر وقت کوئی نہ کوئی بہانہ مل جانے کی ٹوہ میں (انتظار میں) رہتے تھے۔ اگر آزر ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام نہ ہوتا اور یہ نسب غلط ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ وہ خاموش رہتے اور جب ان مخالفین کی طرف سے اس نسب کی وجہ سے کوئی اعتراض نہیں ہوا تو ہمیں یقین ہے کہ قرآن مجید کا بیان کردہ نسب بالکل صحیح ہے۔

چوتھا مسئلہ: شیعہ (خزلہم اللہ) نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد میں سے کوئی کافر نہ تھا

اور شیعوں نے اس بات کا بھی انکار کیا کہ ابراہیم
علیہ السلام کے باپ کافر تھے اور انہوں نے
کہا کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے چچا تھے ان
کے والد نہ تھے انہوں نے اپنے اس نظریہ
پر کئی وجوہ سے استدلال کیا ہے۔" الخ

فخر المفسرینؒ کی اس طویل بحث کا **خلاصہ** یہ کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کے نام کے بارے میں دو احتمال ہیں۔

۱: یہ کہ آزر نام اور تارح لقب تھا۔ (۲) تارح نام اور آزر لقب تھا۔ اگر قرآن مجید کا بیان کردہ یہ ابراہیمی نسب نامہ صحیح نہ ہوتا تو یہود، نصاریٰ، مشرکین عرب اس پر ضرور اعتراض کرتے جب کہ وہ آپؐ کی تکذیب میں انتہائی حریص تھے؛ انتہائی بدترین دشمنوں کی طرف سے اس پر کوئی اعتراض نہ کرنا بیّن دلیل ہے کہ یہ ابراہیمی نسب نامہ بالکل صحیح ہے۔

۹۔ اگر بالفرض یہ مان لیں کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام تھا تو اس پر کوئی صریح اور واضح دلیل موجود نہیں ہے۔

ب: یہ یہود و نصاریٰ سے نقل شدہ بے حقیقت اور لایعنی قسم کی اخبار ہیں جن کا اسلام میں اعتبار نہیں ہے

ج: یہ کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام نہ تھا بلکہ چچا کا نام تھا کیونکہ آزر کافر تھا اور کسی نبیؑ کے آباء و اجداد کافر نہیں ہوتے یہ شیعوں کا عقیدہ ہے اور شیعہ نے یہود سے لیا ہے، اور انہوں نے اپنے اس عقیدہ سے پر بچند وجوہ استدلال کیا ہے جو حجت نہیں۔

اہل سنت و جماعت کیلئے ایک عظیم علمی تحفہ
نمازِ پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم
جس میں
• مسائل قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور آثار صحابہؓ سے مدلل۔
• پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی نماز کی واضح تصویر
مستند ماخذ، علمی سرمایہ، عام فہم اندازِ بیان۔
دلکش ترتیب۔
• اردو خواں حضرات کیلئے مدنی تحفہ جس کی افادیت مسلمہ ہے۔
• امام ابو حنیفہؒ کی علمی عظمت، فلسفیانہ انداز استدلال اور سنت سے والہانہ وابستگی کی ایک جھلک۔
تالیف: الشیخ محمد الیاس فیصل مدینہ منورہ
تقدیم: الشیخ محمد شفیق اسعد
ہر اچھے بک سٹال سے یا براہ راست ہم سے طلب کریں
سنی پبلی کیشنز
پوسٹ بکس نمبر ۲۶ لاہور
قیمت ۵۱ روپے

ادارہ

عُقبیٰ کے مُسافر

اِنّا للہ و اِنّا اِلیہ راجعُون ط

گذشتہ دنوں

- چنیوٹ میں محترم قاری محمد یامین گوہر صاحب کے والد ماجد انتقال فرما گئے۔
- ڈیرہ غازیخاں میں جناب بشیر احمد لُنڈ بلوچ کی والدہ محترمہ وفات پاگئیں۔
- حاصل پور میں محترم ابوسفیان تائب کے ماموں اور بزرگ احرار کارکن حاجی شاہ محمد صاحب رحلت فرما گئے۔
- کراچی میں محترم خواجہ محمد دہلوی، سابق سالار جیوش احرار (ہند) رحلت فرما گئے۔
- ملتان میں قدیم معاونین احرار حاجی عبدالرحمٰن انصاری امرتسری (ریٹی والے) اور شیخ محمد رفیق انتقال فرما گئے۔

اِدارہ ان سب مرحومین کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لئے دُعا گو ہے اور ان کے جُملہ وُرثاء و متعلقین کے صدمہ میں شریک ہے۔

دُعائے صحت

- حضرت مولانا سید فضل الرحمٰن احرار مدظلہ (رسولپور ضلع سرگودہا) آج کل فالج میں مبتلا ہیں، فیصل آباد میں زیر علاج ہیں۔
- جناب پروفیسر محمد اکرام تائب (عارف والا) کی والدہ محترمہ کافی عرصہ سے علیل ہیں۔
- محترم سید محمد سعید بخاری (لاہور) عارضۂ قلب میں مبتلا ہیں!
- جانشین امیرِ شریعت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری مدظلہ لاہور میں آنکھوں کے کامیاب آپریشن کے بعد آج کل ملتان میں گھر پر آرام فرما ہیں۔

اِدارہ: ان تمام بزرگوں کی جلد اور مکمل شفایابی کے لئے دُعا گو ہے اور قارئین سے بھی دعا کی درخواست ہے!

مولانا ابو ریحان سیالکوٹی

کشف سبائیت

قسط سوم

قاضی صاحب کو میرا چیلنج

اس لئے قاضی صاحب کو میرا چیلنج ہے کہ وہ میری ساری کتاب میں سے کوئی ایک مقام ایسا بتلائیں جہاں میں نے ان کی عبارتوں سے یہ نتیجہ نکالا ہو کہ وہ حضرت معاویہؓ کو "رضی اللہ عنہ" کا مصداق نہیں مانتے۔ میرا دعویٰ ہے کہ قاضی صاحب، ساری زندگی میری کتاب کا کوئی ایک مقام بھی ایسا نہیں بتلاسکتے۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ قاضی صاحب مجھے تو الزام دیتے ہیں کہ میں نے ان کی عبارت نقل کرنے میں دیانت سے کام نہیں لیا اور مجھ سے جگہ جگہ سوال کرتے ہیں کہ میری فلاں عبارت کیوں نقل نہ کی۔ فلاں عبارت کیوں چھوڑ دی وغیرہ وغیرہ۔ میری گزارش ہے کہ آپ نے تبصرہ کرنے کیلئے جب میری یہ بحث پڑھی تھی تو یقیناً یہ "تنبیہ" بھی ضرور پڑھی ہوگی۔ کیا میں بھی پوچھ سکتا ہوں کہ پھر آپ اسکو یوں گول کیوں کر گئے؟ نیز کیا مجھے بھی یہ کہنے کی آپ اجازت دیں گے کہ آپ نے میری اس اہم "تنبیہ" کو اپنے قارئین سے چھپا کر دیانت سے کام نہیں لیا۔ کیا آپ کو اس سے ناگواری تو نہ ہوگی؟

ذکر "مدظلہ" کا

نمبر ۱ کے تحت ہی قاضی صاحب نے دوسری بات یہ ارشاد فرمائی ہے کہ

"اگر آپ میرے بارے میں یہی سمجھتے ہیں کہ میری تحریر میں حضرت معاویہؓ کی بےادبی پائی جاتی ہے تو پھر آپ مجھ کو "مدظلہ" کیوں لکھ رہے ہیں۔ آخر یہ تضاد بیانی کیوں ہے؟

(۱) حضرت! غلطی ہو گئی۔ معافی چاہتا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ آئندہ ساری زندگی کبھی بھولے سے بھی آپ کو "مدظلہ" نہ کہوں گا۔ امید ہے کہ اس دفعہ معاف فرمادیں گے۔ اب تک کا لکھا ہوا میرا "مدظلہ" بھی آپ واپس کرنا چاہیں تو بےشک کر دیں میں اپنا "مدظلہ" ہر وقت واپس لینے کیلئے تیار ہوں۔ کیونکہ آپ کو سمجھنے میں مجھ سے بہت بڑی بھول ہو گئی۔ اللہ معاف کرے۔

(۲) واقعی آپ کو "مدظلہ" لکھنے میں اور آپ کی تحریر میں حضرت معاویہؓ کی بےادبی سمجھنے میں آپ کے مزاج کے مطابق بہت بڑا تضاد ہے۔ اب اسکو اٹھانے کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ ان دونوں باتوں میں سے کسی ایک سے میں دستبردار ہو جاؤں۔ سو آپ کی تحریر میں حضرت معاویہؓ کی بےادبی کا پایا جانا تو جنگ جمل و صفین سے بھی زیادہ یقینی ہے اس سے دستبردار ہونا تو چڑھے سورج کا انکار کرنا ہے اس لئے اس سے تو میں دستبردار نہیں ہو سکتا البتہ آپ کو "مدظلہ" لکھنے سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دستبردار ہوتا ہوں۔

لیجئے یہ تضاد بیانی تو میں نے اپنی ختم کر دی لیکن اب آپ فرمایئے کہ سبائیات پر آپ کی عبارتوں کی موجودگی میں مدظلہ کی جگہ آئندہ آپ کو کیا لکھا کروں کہ پھر آپ کو مجھے میری اس قسم کی تضاد بیانی کا شکوہ نہ کرنا پڑے۔

(۴) پھر یہ بھی تو فرمایئے کہ اس قسم کی تضاد بیانی کا شکار آپ خود بھی تو ہوئے ہیں، اسکا کیا بنے گا؟ آپ حضرت معاویہؓ کو باغی، خاطی، جائر، قصوروار، اللہ کے حکم کی مخالفت کا مرتکب اور حکمینؓ کو گناہ، یقیناً سخت نافرمانی کا مرتکب بھی گردانتے ہیں اور انکو "جلیل القدر مجتہد صحابی" بھی لکھتے ہیں اور "رضی اللہ عنہم" کا مصداق بھی کہتے ہیں۔ نیز آپ اپنے سابقہ رفقاء کار حضرت مولانا ہزاروی اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب (رحمہما اللہ) سے مذہبی و مسلکی بنیاد پر اختلاف بھی کرتے ہیں اور انکو "رحمہ اللہ" اور "رحمہما اللہ" اور "مرحوم" بھی لکھتے ہیں (کشف خارجیت ص۲۵۵-۲۶۰) کیا یہ ویسا ہی تضاد نہیں ہے جیسا آپ اوپر میری سمجھ اور میرے "مدظلہ" میں بتا آئے ہیں؟ پھر یہ تضاد بیانی بھی کیوں ہے؟ پھر میں نے تو آپ کی بتائی ہوئی دونوں متضاد باتوں میں سے ایک سے رجوع کر کے اپنی باتوں کا تضاد اٹھا دیا ہے کیا آپ بھی اپنی ان دونوں متضاد باتوں میں سے کسی ایک سے رجوع کر کے اپنی باتوں کا یہ تضاد اٹھانے کی جرأت کا مظاہرہ کریں گے؟

کیا میں نے عبارت درج کرنے میں دیانت سے کام نہیں لیا؟

"الجواب" کے نمبر ۲ کے تحت لکھتے ہیں کہ

"مؤلف ابوریحان موصوف نے میری عبارتیں درج کرنے میں بھی دیانت سے کام نہیں لیا۔ انہوں نے خارجی فتنہ حصہ اول ص۴۷۶ کی عبارت پوری نہیں لکھی، جس سے میرا مقصد پوری طرح سمجھا جاسکتا تھا بلکہ مابعد کی عبارت کو چھوڑ کر انہوں نے اس کے متصل خارجی فتنہ ۵۴۸ کی عبارت درج کر دی ہے۔ کہاں ص۴۷۶ اور کہاں ص۵۴۸۔ کیا اسی کا نام تحقیق حق ہے؟" (صفحہ ۳۵) ؎۲

میں حیران ہوں کہ قاضی صاحب کے اس اغلوطے کو تجاہل عارفانہ کی بہترین مثال کہوں یا خطرناک تعبیری فروگذاشت کے جواب سے اپنی بے بسی و بے چارگی کی خفت کو چھپانے کی ایک ماہرانہ کوشش کہوں۔ کیونکہ میں نے یہاں قاضی صاحب کی عبارتوں کو درج کرنے میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی دیانت کے خلاف کام نہیں لیا بلکہ قاضی صاحب نے ہی میرے بارے میں اپنے قارئین کو شدید ترین مغالطہ دیا ہے۔ جیسا کہ گذارشات ذیل سے ان شاء اللہ ابھی معلوم ہوا چاہتا ہے۔

قارئین پہلے یہ ذہن نشین کرلیں کہ قاضی صاحب نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہاں دو باتیں کہی ہیں،

ایک یہ کہ "وہ نہ مہاجرین میں سے تھے اور نہ انصار میں سے بلکہ تیسرے طبقے میں سے تھے جن سے اللہ کی رضا مشروط تھی، مہاجرین اولین اور انصار کی اچھے طریقہ سے پیروی کرنے کے ساتھ"

؎۱ جیسا کہ جمعیت سے آپ کے استعفاء نامہ اور "احتجاجی مکتوب" سے عیاں ہے۔

؎۲ آپ نے بھی تو خلافت کے مسئلہ میں آیت استخلاف کے ساتھ آیت تمکین کو ملا کر استدلال کیا اور ایک کے مطلق کو دوسری سے مقید کیا ہے۔ (خارجی فتنہ ص۴۳۸، ۴۳۹ ج۱) حالانکہ آیت تمکین، سترہویں پارہ سورۂ حج کی ہے اور آیت استخلاف، اٹھارہویں پارہ سورۂ نور کی ہے۔ کہاں سترہواں پارہ اور کہاں اٹھارہواں پارہ؟ کہاں سورۂ حج اور کہاں سورۂ نور؟ کیا اسی کا نام تحقیق حق ہے؟ اگر آپ فرمادیں کہ ان دونوں آیتوں کو ملا کر ان سے استدلال اس لئے کیا ہے کہ یہ دونوں متعلق ایک ہی مسئلہ (خلافت) سے ہیں۔ تو عرض خدمت اقدس میں یہ ہے کہ آپ کی ص۴۷۶ اور ص۵۴۸ کی دونوں عبارتیں بھی ایک ہی مسئلہ سے متعلق ہیں۔ کما سنذکرہ ان شاء اللہ۔

دوسری یہ کہ " انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے مہاجر اول اور موعود خلیفہ راشد کی یہ پیروی نہیں کی تھی، بلکہ الٹا ان کی مخالفت اور ان سے لڑائی کی تھی "

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے متعلق قاضی صاحب کی انہی دونوں استدلالی باتوں کا وہ سباتی نتیجہ ہے جس کی نشان دہی میں نے کی ہے اور جس پر قاضی صاحب سٹپٹا رہے ہیں، یعنی یہ کہ " صحابہ کرامؓ کے لئے رضاء الٰہی کے خدائی شرف سے حضرت معاویہؓ کا مشرف نہ ہو سکنا اور " رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ " کی خدائی سند کا مستحق نہ بن سکنا "

اور اب ملاحظہ ہو میرے بارے میں مظہری مغالطہ دہی کی حقیقت ۔

مظہری استدلال کا سباتی نتیجہ ص۵۴۸ والی عبارت پر موقوف نہیں بلکہ اس کا مدار تنہا ص۴۷۶ والی عبارت پر ہے

سو اس سلسلے میں پہلی گذارش تو یہ ہے کہ قاضی صاحب کی عبارتوں کو درج کرنے میں دیانت سے کام نہ لینا تب ہو سکتا تھا جب کہ حضرت معاویہؓ کے خلاف مظہری استدلال کی مذکورہ دونوں باتیں خارجی فتنہ کی تنہا ص۴۷۶ والی عبارت میں موجود نہ ہوتیں بلکہ ان میں سے ایک بات تو اس صفحہ والی عبارت میں ہوتی اور دوسری بات اس کی ص۵۴۸ والی عبارت میں ہوتی اور میں نے ایک بات تو خارجی فتنہ کے ص۴۷۶ سے لی ہوتی اور دوسری اس کے ص۵۴۸ سے، پھر ان دو مختلف جگہوں کی دو مختلف عبارتوں کو جوڑ کر قیاس بنایا ہوتا اور اس سے مذکورہ سباتی نتیجہ نکالا ہوتا، حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے، بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ جو بات قاضی صاحب نے ص۵۴۸ والی عبارت میں کہی ہے وہی بات بعینہ خود ص۴۷۶ والی عبارت میں بھی موجود ہے اور مظہری استدلال کے سباتی نتیجہ کی نشاندہی میں میرا اصل استدلال بھی اسی عبارت سے ہے کیونکہ قاضی صاحب کی مذکورہ جن دو باتوں پر اس عبارت کے سباتی نتیجہ کا دار و مدار ہے وہ دونوں باتیں یک جا اسی عبارت میں مذکور ہیں۔ ص۵۴۸ والی عبارت میں تو ان میں سے صرف پہلی بات مذکور ہے اور دوسری بات اختصار کی وجہ سے مذکور ہی نہیں ہے۔ اس لئے ص۴۷۶ والی اصلی استدلالی عبارت کے ساتھ یہ عبارت تو میں نے محض تائید مزید کے لئے ذکر کی ہے ص۴۷۶ والی عبارت سے زائد کسی بات کے اثبات کے لئے قطعاً ذکر نہیں کی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو کہ قاضی صاحب نے ص۵۴۸ والی عبارت میں یہی بات تو کہی ہے کہ " حضرت معاویہؓ تو والذین اتبعوھم باحسان کے طبقہ میں تھے جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے راضی ہونے

کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ مہاجرین وانصار کی حسن اسلوب سے پیروی کریں۔ اور یہ وہ بات ہے جو بعینہٖ تقریباً انہی الفاظ کے ساتھ خود ص۴۷۶ والی اس عبارت میں بھی موجود ہے جس کو میرا اصل استدلال ہے جب ص۵۴۸ والی عبارت میں کہی گئی بات خود ص۴۷۶ والی اصل استدلالی عبارت میں ہی موجود ہوئی تو وہ محض تائید مزید کے لئے ہوئی منظہری استدلال کے سبائی نتیجہ کا موقوف علیہ نہ ہوئی بلکہ اس کا تمامتر دار ومدار تنہا ص۴۷۶ والی عبارت پر ہی ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ ص۵۴۸ والی عبارت درمیان سے اگر بالکل حذف ہی کردی جائے تو ص۴۷۶ والی اصل عبارت کے سبائی نتیجہ پر ایک ذرہ بھر بھی کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ اس کا وہ سبائی نتیجہ صرف ص۵۴۸ والی عبارت کے بغیر بھی اپنی جگہ جوں کا توں ہی رہتا ہے۔ جب حضرت معاویہؓ سے خلاف منظہری استدلال کا سبائی نتیجہ صرف ص۴۷۶ والی عبارت پر ہی موقوف ہوا اور ص۵۴۸ والی عبارت میں کہی گئی بات خود ص۴۷۶ والی عبارت میں بھی موجود ہوئی۔ تو اب قارئین ہی خدا لگتی کہیں کہ ص۴۷۶ والی عبارت کے ساتھ محض تائیدِ مزید کے لئے ص۵۴۸ والی عبارت کو بھی میرا درج کر دینا دنیا کے کس قانون میں دیانت کے خلاف قرار پاسکتا ہے؟

میں نے دونوں عبارتوں کی مُسلسل ایک عبارت نہیں بنائی بلکہ دونوں کو الگ الگ ذکر کیا ہے

دوسری گذارش یہ ہے کہ منظہری استدلال کی مذکورہ دونوں استدلالی باتوں میں سے ایک بات بالفرض اگر میں نے ص۴۷۶ سے اور دوسری بات ص۵۴۸ سے ہی لے کر قیاس بنایا اور نتیجہ نکالا ہوتا تو جس طرح میں نے ان عبارتوں کو درج کیا ہے اس طرح درج کرنے کو دیانت کے خلاف تو تب بھی نہیں کہا جاسکتا کیونکہ میں نے دونوں جگہوں کی دونوں عبارتوں کو ایک دوسری میں گڈمڈ نہیں کیا، دونوں کو ایک ہی عبارت بناکر ایک ہی حوالہ سے ایک ہی مسلسل عبارت کی حیثیت سے ان کو درج نہیں کیا، بلکہ دونوں عبارتوں کو ایک دوسری سے بالکل الگ الگ کرکے ہر ایک کو اسی کے اپنے حوالے سے علیحدہ علیحدہ درج کیا ہے اور ظاہر ہے کہ متعدد عبارتوں کو ان کے اپنے اپنے حوالے سے علیحدہ علیحدہ درج کرنا دنیا کے کسی ضابطے اور قاعدے میں بھی دیانت کے خلاف نہیں کہلاسکتا۔

دونوں عبارتیں ایک دوسری کی غیر نہیں بلکہ عین ہیں

تیسری گزارش اس سلسلے میں یہ ہے کہ قاضی صاحب کی صفحہ ۴۷۶ اور صفحہ ۵۴۸ والی دونوں عبارتوں کو گڈ مڈ کر کے ان کو ایک ہی مسلسل عبارت کی حیثیت سے بھی اگر میں نے بالفرض درج کیا ہوتا تو دیانت کے خلاف قرار کو یہاں میرے اس طرح درج کرنے کو پھر بھی نہیں کہا جاسکتا تھا، کیونکہ حضرت معاویہؓ سے متعلق قاضی صاحب کی صفحہ ۵۴۸ والی عبارت اسی سلسلے کی ان کی صفحہ ۴۷۶ والی عبارت سے الگ کوئی اور مستقل عبارت نہیں بلکہ بعینہٖ اسی کا خلاصہ اور اعادہ ہے۔ اس میں قاضی صاحب نے کوئی نئی بات بیان نہیں کی بلکہ اسی پہلی بات کو ہی دہرایا ہے۔ پہلی یعنی صفحہ ۴۷۶ والی عبارت میں بھی حضرت معاویہؓ سے متعلق انہوں نے یہی بتلایا تھا "کہ وہ تیسرے طبقے سے تھے جن سے اللہ کی رضا مشروط تھی، مہاجرین و انصار کی اتباع باحسان کے ساتھ" اور اس دوسری یعنی صفحہ ۵۴۸ والی عبارت میں بھی انہوں نے اسی بات کو دہرایا ہے، قاضی صاحب کی یہ دونوں عبارتیں ایک دوسری کی غیر نہیں بلکہ عین ہیں، دونوں کا موضوع ایک ہے، الفاظ تقریباً ایک ہیں، دونوں کا معنی و مفہوم اور مطلوب و مقصود بالکل ایک ہے، دونوں سے حضرت معاویہؓ کے خلاف مظہری استدلال اور طرزِ استدلال ایک جیسا ہے دونوں کا نتیجہ و مفاد ایک ہے، فرق صرف تفصیل و اجمال کا ہے کہ صفحہ ۴۷۶ والی عبارت اصل اور مفصل ہے، جبکہ صفحہ ۵۴۸ والی عبارت بعینہٖ اسی کا اختصار و تکرار ہے۔

اصل قصہ یہ ہے کہ قاضی صاحب کی کتاب —— خارجی فتنہ، حصہ اول —— کا اصل حصہ اس کے صفحہ ۵۴۳ تک ختم ہو گیا ہے۔ یہاں سے آگے ختمِ کتاب تک پچھلی ساری کتاب کا خلاصہ ہے جو قاضی صاحب نے خود ہی کیا ہے اور اس کا انہوں نے عنوان ہی یہ رکھا ہے کہ "حضرت علی المرتضیٰؓ کے حق و صواب ہونے پر دلائل کا خلاصہ" اس عنوان کے تحت انہوں نے پہلے تمام مضامین کا خلاصہ دیا ہے، یہاں زیرِ بحث قاضی صاحب کی دونوں عبارتوں میں سے صفحہ ۴۷۶ والی عبارت، کتاب کے اصل حصے میں ہے اور صفحہ ۵۴۸ والی ان کی عبارت کتاب کے خلاصے والے حصے میں ہے۔ یہ دونوں عبارتیں حقیقۃً ایک ہی ہیں جو مکرر ہونے کی وجہ سے صورۃً دو ہو گئی ہیں۔ اس لئے اگر میں نے ان دونوں عبارتوں کو ایک دوسری میں گڈ مڈ کر کے ان کی مسلسل ایک ہی عبارت بھی بالفرض بنا دی ہوتی تو وہ مختلف عبارتوں کی ایک عبارت نہ بنتی بلکہ ایک ہی مکرر عبارت کی بحذف التکرار ایک ہی عبارت

ہوتی، اور کسی مکرر عبارت کے مکررات کو حذف کرکے اس کو غیر مکرر ایک ہی عبارت کی صورت میں درج کردینا قاضی صاحب کے ہاں دیانت کے خلاف ہو تو ہو لیکن دُنیاءِ تصنیف و تالیف کے کسی بھی ضابطے، قاعدے میں یہ دیانت کے خلاف ہرگز ہرگز نہیں ہے۔

الغرض میرا اصل استدلال قاضی صاحب کی صرف ص۴۷۶ والی عبارت سے ہے اور ص۵۴۸ والی عبارت میں نے محض تائید مزید کے لیئے درج کی ہے، اس کے ہونے نہ ہونے سے ص۴۷۶ والی عبارت کے معنیٰ و مفاد اور اس کے سباقی نتیجہ میں کچھ بھی فرق نہیں پڑتا، اور اس کو میں نے ص۴۷۶ والی عبارت کے ساتھ ایسا گڈمڈ بھی نہیں کیا ہے کہ دونوں عبارتوں میں کوئی امتیاز باقی نہ رہا ہو بلکہ ہر ایک کو دوسری عبارت سے خوب ممتاز کرکے ہر ایک کو اس کے اپنے ہی حوالے سے ذکر کیا ہے، نیز دونوں عبارتیں آپس میں ایک دوسری کی غیر نہیں — بلکہ عین ہیں، اگر میں ان کو گڈمڈ کرکے ان کی ایک ہی عبارت بنا بھی دیتا تو دیانت کے خلاف تب بھی نہ ہوتا۔ لہٰذا قاضی صاحب کا میرے بارے میں یہ کہنا کہ میں نے ان کی عبارتیں درج کرنے میں دیانت سے کام نہیں لیا، بجائے خود دیانت کا خون کرنا ہے۔

اور یہ چیز قاضی صاحب بھی خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں اسی لیئے انہوں نے یہ شوشہ تو چھوڑ دیا کہ "ابوریحان نے میری عبارتیں درج کرنے میں دیانت سے کام نہیں لیا، ص۴۷۶ کی عبارت میں ص۵۴۸ کی عبارت درج کردی ہے، کہاں ص۴۷۶ اور کہاں ص۵۴۸" (ملخصاً) لیکن یہ بات انہوں نے نہیں چھیڑی کہ ص۴۷۶ والی عبارت کے درمیان ص۵۴۸ والی عبارت درج کرنے سے ص۴۷۶ والی اصل عبارت کے معنیٰ و مفہوم، مطلوب و مقصود اور اس کے سباقی نتیجہ و مفاد میں کچھ فرق پڑا یا نہیں؟ اگر فرق پڑا تو کیا؟ حالانکہ یہاں بتانے کی اصل چیز یہی تھی، اگر ص۵۴۸ والی عبارت کو درمیان میں درج کرنے نہ کرنے سے ص۴۷۶ والی عبارت کے معنی و مفاد اور اس کے سباقی نتیجہ میں کچھ بھی فرق پڑتا ہوتا تو ناممکن تھا کہ قاضی صاحب، آسمان سر پر نہ اٹھاتے، پھر وہ پہلے یہی بتاتے کہ دیکھو جی! میری ص۴۷۶ والی عبارت کا اصل معنیٰ و مفہوم اور مفاد و مقصود تو یہ تھا لیکن ابوریحان نے درمیان میں ص۵۴۸ والی عبارت درج کرکے اس کے اصل معنیٰ و مفہوم کے خلاف اس کا یہ معنیٰ و مفہوم بنا دیا اور اس کے اصل نتیجہ کے برعکس اس سے یہ نتیجہ نکال لیا، لیکن قاضی صاحب چونکہ خوب جانتے تھے کہ ص۵۴۸ والی عبارت درمیان میں درج ہو یا درج نہ ہو اس سے ص۴۷۶ والی عبارت کے سباقی نتیجہ میں ایک ذرہ بھر بھی کوئی فرق نہیں پڑتا

بلکہ اس کا نتیجہ بہر صورت وہی نکلتا ہے جس کی نشان دہی ابوریحان نے کی ہے، اس لئے وہ اس طرف نہیں آئے، انہوں نے قارئین کو یہ نہیں بتایا کہ ان عبارتوں سے ابوریحان کا بتایا ہوا سباق نتیجہ نکلتا ہے یا نہیں؟ ابوریحان ان عبارتوں کا یہ نتیجہ بیان کرنے میں ان عبارتوں کو سمجھا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں سمجھا تو غلطی کیا اور کہاں کی ہے؟ بلکہ انہوں نے اپنے قارئین کا رخ ان عبارتوں کو درج کرنے کے ریحانی طریقے اور حضرت معاویہؓ سے متعلق منظہری عقیدے کی طرف موڑ دیا اور ان عبارتوں کے سباق نتیجے والی اصل بات کو طرح دے گئے، جس کو ان کی خالص مغالطہ دہی کے سوا شاید اور کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔

آخری بات

لیکن ان سب کے باوجود بھی قاضی صاحب اگر اسی پہ مُصر ہوں کہ میں نے ان کی عبارتیں درج کرنے میں دیانت سے کام نہیں لیا تو لیجیئے ص۵۸ والی عبارت درمیان سے نکال دیتا ہوں اور صرف ص۶۴ والی عبارت کے ہی پیشِ نظر اب بھی وہی کہتا ہوں کہ یہ منظہری عبارت، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو رضاء الٰہی سے محروم بتاتی ہے، کیونکہ اس میں قاضی صاحب نے حضرت معاویہؓ کے بارے میں دو باتیں کہی ہیں، ایک یہ کہ "وہ، وہ ہیں جن سے اللہ کی رضاء مشروط تھی، مہاجرین و انصار کی اچھے طریقے سے پیروی کرنے کے ساتھ" اور دوسری یہ کہ "یہ پیروی انہوں نے نہیں کی تھی بلکہ پیروی کرنے کی بجائے اُلٹا صرف زبانی ہی مخالفت نہیں بلکہ عملی جنگ تک کی تھی"

قاضی صاحب کی ان دونوں باتوں کا نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا کہ حضرت معاویہؓ، صحابہؓ کے لئے "رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ" کی خدائی سند کے مستحق نہیں بن سکے، کیونکہ جب انہوں نے حضرت علیؓ کی وہ پیروی نہ کی جو رضاء الٰہی کی شرط تھی، تو رضاء الٰہی کی شرط نہ پائی گئی، جب رضاء الٰہی کی شرط نہ پائی گئی تو رضاء الٰہی خود نہ پائی گئی، اور جب ان کے لئے رضاء الٰہی نہ پائی گئی تو وہ "رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ" کے مصداق نہ بن سکے۔

اب قاضی صاحب فرمائیں کیا فرماتے ہیں۔؟ اب تو میں نے ص۵۸ والی عبارت درمیان سے نکال دی ہے اور صرف ص۶۴ والی عبارت کا ہی نتیجہ اور مفاد بیان کیا ہے، اب قاضی صاحب ارشاد فرماویں کہ ان کی اس عبارت کا اور حضرت معاویہؓ کے خلاف ان کے اس استدلال کا یہ نتیجہ نکلتا ہے یا نہیں؟ اگر نتیجہ یہی نکلتا ہے تو آپ کی یہ عبارت سبائیت کی حاملہ ہوئی یا نہیں؟ اور اگر یہ نتیجہ نہیں نکلتا تو بسم اللہ! پھر اس کا صحیح نتیجہ دلیل سے بیان کیجئے!

چیچہ وطنی

چمن چمن اُجالا

محمد احمد معاویہ

مسلمانوں میں زندگی کی علامت صحابہ کرامؓ کا تذکرہ ہے

چیچہ وطنی میں "معاویہ چوک" کی تقریب سے سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہ کا خطاب

چیچا وطنی میں تقریباً ہر سال رمضان المبارک کی ۲۷ تاریخ کو مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب امیر مولانا سید عطاء المؤمن بخاری تشریف لایا کرتے ہیں، چنانچہ امسال بھی حضرت شاہ جی مدظلہ چیچا وطنی تشریف لائے اور ختم قرآن کی تقریب سے خطاب فرمایا، اس تقریب کے بعد ایک اور تقریب تحریک تحفظ ختم نبوت انجمن شہریان کی جانب سے منعقد ہوئی۔ تقریب ہاؤسنگ سکیم چیچا وطنی کے مرکزی چوک کو امیر المؤمنین خال المسلمین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد میں "مُعاویہ چوک" کے نام سے منسوب کرنے کی تھی، اس تقریب میں معززین شہر، دینی اور سماجی حلقوں کے ارکان اور عامۃ الناس نے بھرپور شرکت کی۔ اس موقع پر سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہ اور جناب عبداللطیف خالد چیمہ صاحب نے خطاب کیا۔

شاہ جی نے خطاب کرتے ہوئے کہا:

"اُمت کے محسنوں کو یاد رکھنا زندہ قوموں کی علامت ہے، مسلمانوں میں زندگی کی علامت صحابہ کرامؓ کا تذکرہ ہے، حضرت معاویہؓ رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے مبارک کی روشنی میں ہدایت پانے والے اور ہدایت کا ذریعہ بننے والے جلیل القدر صحابی ہیں، اور خلافت کی ترتیب کے مطابق چھٹے خلیفہ برحق درا شد ہیں جن کا ذکر خیر ہماری نجات کا ذریعہ ہوگا۔"

جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے ولولہ انگیز خطاب میں کہا:

"سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ وہ مظلوم صحابیٔ رسول ہیں جن پر اپنوں اور بیگانوں نے زبان درازیاں کیں۔ جھوٹی تاریخ کے جھوٹے حوالوں سے ان پر تنقید کا دروازہ کھولا۔ لیکن علماء حق بالخصوص جانشین امیر شریعت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مدظلہ نے جانکاہ محنت، صبر آزما جدوجہد اور بہت سے ہم مسلک علماء کی مخالفت کے باوجود تاریخ کے اس گوشے سے "گرد و غبار" کو صاف کرکے امت کے سامنے

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی اعلیٰ شخصیت کو پیش کیا ہے اس سلسلہ میں شاہ جی کو ان کے رفقاء جماعت کو" ان کے عظیم المرتبت بھائیوں کو اور ان کی آواز پر لبیک کہنے والے ہر ہر حق پرست کو بے شمار صعوبتوں کا سامنا رہا مگر انہوں نے اپنے مشن پر یوں ڈٹ کر مقابلہ کیا کہ بقولِ شاعر

سچ بولنے میں ہم کو خسارہ بہت رہا
پر مطمئن ضمیر ہمارا بہت رہا

چنانچہ تعصبات کے بادل چھٹ رہے ہیں، اور سبائی رافضی پراپیگنڈہ اپنی موت آپ مر رہا ہے اس ملک میں حضرت معاویہؓ کا نام لینا جہاں جرم سے کم نہ تھا اب یہیں ہر کوچہ و بازار میں سیدنا معاویہؓ کا نام لیا جا رہا ہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ صحابہ کرامؓ کی ڈیفنس لائن ہیں اگر اس کا تحفظ ہو گیا تو کوئی منکرِ صحابہ کسی صحابی پر تنقید کی جرأت نہیں کر سکے گا"

بعد ازیں چوک میں" معاویہ چوک" کا بورڈ سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہ، حضرت مولانا پیر جی عبدالعلیم رائپوری مدظلہ، جناب عبداللطیف خالد چیمہ، علاقہ کے کونسلر حافظ بلال صاحب اور دیگر معززینِ شہر نے نعرہائے تکبیر کی گونج میں نصب کیا۔

اس سے پہلے مسجد عثمانیہ میں ختم قرآن کے موقع پر اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہ نے کہا:

"محض قرآن کریم کی تلاوت کر کے اسے الماری میں سجا دینا مقصودِ قرآن نہیں، انہوں نے کہا کہ قرآن کریم کے مقاصد سے مسلسل انحراف نے اُمت مسلمہ کو ذلت و گمراہی میں دھکیل دیا ہے۔ آج بھی اگر ہم قرآن کو پڑھنے والے، سمجھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے بن جائیں تو پوری دنیا کی امامت مسلمانوں کے ہاتھ آ سکتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ قرآن کریم محض عبادات کی تلقین تک محدود نہیں بلکہ اصل بات قرآن کریم کو بطور دستورِ حیات اپنے اوپر نافذ کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے حکمران قرآن کا نام تو بہت لیتے ہیں لیکن جب اس کی ایک شق کے بھی نفاذ کا وقت آتا ہے تو راہِ فرار اختیار کر لیتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ سود کو ناگزیر کہنے والی حکومت اور اس کے وزیروں کو قرآن اور اسلام کا نام لینے کا کوئی حق حاصل نہیں، ہمارے حکمرانوں کا منافقانہ طرزِ عمل ہمیں پستیوں کی طرف لے جا رہا ہے۔ انہوں نے

کہاکہ کلچر، تہذیب اور ثقافت کے نام پر قوم کو بے حیا، اخلاق باختہ بنایا جارہا ہے۔ تفریح کے نام پر نوجوان نسل کے ذہن کو مسموم کرکے رکھ دیا گیا ہے۔ ان حالات میں قرآن کریم کی تعلیمات ہم سے مطالبہ کرتی ہیں کہ ہم انسانوں کے بنائے ہوئے نظاموں سے بغاوت کرکے اللہ کے بنائے ہوئے قانون کے نفاذ کے لئے انقلابی سوچ پیدا کرکے میدانِ عمل میں کود پڑیں۔

جو قصدِ منزلِ حق ہے تو پھر کتابِ مبیں کو
ہجومِ تیرہ شبی میں چراغِ راہ بناؤ

چکڑالہ

عبدالخالق خلیق

رافضی دکانداروں کا بائیکاٹ کیا جائے گا

مجلس احرارِ اسلام چکڑالہ (ضلع میانوالی) کے حالیہ اجلاس میں کارکنوں کی بڑی تعداد سے خطاب کرتے ہوئے جناب کپتان غلام محمد نے کہا کہ علاقہ میں جماعت کے کام کی رفتار ان شاء اللہ اور تیز کردی جائے گی، انہوں نے ساتھیوں سے کہا کہ سب اراکین و معاونین کو چاہئے کہ اپنے مکانوں پر جماعت کے پرچم لہرائیں، انہوں نے مزید کہا کہ اب علاقہ بھر میں احرار کارکن یہ مہم چلائیں گے کہ رافضی دکانداروں کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے تاکہ عوام میں بیداری پیدا ہو اور وہ کفر کے مقابلہ میں اپنے آپ کو منظم کرنے کا سوچ سکیں، انہوں نے مزید کہا کہ ہم شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ کے مجلسِ عمل تحفظ ختم نبوت کے مطالبہ کی بھرپور تائید و حمایت کرتے ہیں کیونکہ ملک و ملت کے مفاد اور قادیانی سازشوں کے مقابلہ کے لئے ایسا کرنا بہت ضروری ہے۔

ہے تکبر زر پہ لاحاصل کہ بعد از مرگ بس
ایک ہی رستہ ہے سب شاہ و گدا کے واسطے
مال و زر ملک و زمیں گنج و سپاہ!
کب کسی کو ہے بقا سب ہے فنا کے واسطے

مُرسلہ
عبدالواحد بیگ
المرحوم
ملتان

کچھ لوگ تمنائے زر و مال میں خوش ہیں
اور بعض تماشائے خد و خال میں خوش ہیں
اسباب ہیں سودائی یہ سب رنج و الم کے
اچھے تو ہیں وہ کہ جو ہر حال میں خوش ہیں

(رنمائندگانِ نقیب ختم نبوت)

قریہ قریہ سوگوار

امیرِ احرار حضرت مرزا محمدؐ حسن چغتائیؒ احرار کی چلتی پھرتی تاریخ تھے

وہ احرار کارکنوں کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گے

تعزیتی قرار دادیں ، محافل قرآن خوانی ، خراج تحسین ،

عالمی مجلس احرار اسلام کے امیر حضرت الحاج مرزا محمد حسن چغتائی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ اپریل کی شب بہاول پور میں انتقال فرما گئے ، ان کی عمر ستر برس سے متجاوز تھی ۔ نماز جنازہ ابن امیر شریعت حضرت پیر جی قاری سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے پڑھائی ، جنازہ میں قائدِ احرار حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ اور دیگر رفقاء احرار بڑی تعداد میں شریک ہوئے ! ملتان ، بہاول پور ، احمد پور شرقیہ اور آس پاس کے دیگر علاقوں کی دینی اور سماجی شخصیات نے بھی نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں شرکت کی ۔

چغتائی صاحبؒ نے ایک بھرپور زندگی گزار دی ، مجلس احرار کے بانیان و اکابر کی سرفروشانہ اور مجاہدانہ قیادت میں تحریک آزادی برصغیر میں شریک ہوئے ، اور یوں کہ احرار ان کے وجود کا حصہ ہو گئی اور انہوں نے پوری زندگی جادہ احرار پر چلتے ہوئے گزار دی ، قلم اور قرطاس سے ان کا عمر بھر کا ناتا رہا ، وہی اکل کھرا پن دھیما پن خیر اندیشی مقصد سے سچی لگن ، اور للّٰہیت ، ایسی صفات جو ان کی شخصیت سے نمایاں تھیں ، ان کی تحریروں سے بھی نمایاں رہیں ۔

ملک بھر میں ان کی ناگہانی وفات کی خبر کو الم اور افسوس کے ساتھ سنا گیا ، مجلس احرار کی علاقائی شاخوں کے تعزیتی اجلاسوں کی کارروائیاں " نقیب " کو برابر موصول ہو رہی ہیں ۔ چند ایک اسی شمارہ میں شاملِ اشاعت کی جا رہی ہیں ۔

ملتان

مجلس احرار اسلام ملتان کے ایک ہنگامی اجلاس منعقدہ دار بنی ہاشم مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۹۲ء میں جماعت کے مرکزی امیر حضرت الحاج مرزا محمد حسن چغتائی رحمۃ اللہ علیہ کے سانحۂ ارتحال پر گہرے رنج والم کا اظہار کیا

گیا، اجلاس میں امیرِ محترم کے لئے باقاعدہ قراردادِ تعزیت پاس کی گئی۔ قرارداد میں امیرِ محترم کے پسماندگان سے دلی طور پر اظہارِ تعزیت کیا گیا، اور مرحوم کی بلندیٔ درجات اور مغفرت کی دعا کی گئی۔ اس اجلاس میں مرحوم کی عظیم جماعتی اور قومی خدمات کو بھی سراہا گیا، شرکاءِ اجلاس نے کہا کہ امیرِ محترم اسلافِ احرار کی آخری نشانی اور احرار کے ماضی کا ایک تابندہ عکس تھے۔ اور وہ احرار کی تاریخ اور احرار کارکنوں کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گے، اجلاس میں ابومعاویہ بشیر احمد چغتائی، حکیم محمد حذیفہ، شیخ حسین اختر لدھیانوی، اور منیر عباس نے اظہارِ خیال کیا۔

ڈیرہ اسمٰعیل خان

مجلس احرارِ اسلام ڈیرہ اسماعیل خان کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا، جس میں امیرِ محترم چغتائی صاحب مرحوم و مغفور کے لئے مغفرت اور ان کے جملہ لواحقین و متعلقین کے لئے صبرِ جمیل کی دعا کی گئی۔ شرکاءِ اجلاس نے کہا کہ چغتائی صاحب کی وفات سے جو خلاء پیدا ہوا ہے اس کا پُر ہونا محال ہے، جماعت کے لئے ان کی خدماتِ جلیلہ ناقابلِ فراموش ہیں۔

اجلاس میں چودھری نورالدین، محمد صغیر، رب نواز، محمد مشتاق، الحاج صلاح الدین، محمد نعیم احرار اور محمد یونس نے اظہارِ خیال کیا۔

چکڑالہ

مجلس احرارِ اسلام چکڑالہ (ضلع میانوالی) کی ایک ہنگامی میٹنگ میں جماعت کے مرکزی امیرِ محترم چغتائی صاحبؒ کے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا، بعد میں اجتماعی دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ امیرِ محترمؒ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں، اجلاس میں محترم کپتان غلام محمد، امتیاز حسین، رشید احمد اور عبدالخالق خلیق نے چغتائی صاحب کو خراجِ تحسین پیش کیا، اجلاس کی صدارت جناب حق نواز گکھڑ نے کی۔

حاصل پور

مورخہ ۲۳ اپریل بروز جمعرات عالمی مجلس احرارِ اسلام حاصل پور کا ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا، جس میں موضع شاہ علی عزیزی، موضع قائم پور اور حاصل پور کے متعدد اراکین و معاونینِ احرار نے شرکت کی۔!

اجلاس میں عالمی مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی امیر الحاج محمد حسن چغتائی صاحب کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس سے حافظ ابو معاویہ محمد کفایت اللہ، ابوسفیان تائب، حافظ ہارون الرشید، حافظ محمد منشاء اور صوفی محمد یونس نے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ چغتائی صاحب مرحوم حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دیرینہ ساتھیوں میں سے تھے انہوں نے اپنی زندگی کے اکثر قیمتی لمحات مجلس احرارِ اسلام کے لئے وقف کئے رکھے۔ ان کی جماعتی خدمات لائق تحسین ہیں۔ مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک، صوم وصلوٰۃ کے پابند، انتہائی خلیق اور ملنسار تھے، ان کی وفات سے مجلس احرارِ اسلام ایک عظیم محسن سے محروم ہو گئی ہے۔ اجلاس میں مرحوم کی جماعتی خدمات پر زبردست خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔

آخر میں مرحوم کے لئے فاتحہ خوانی اور دعاء کی گئی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مرحوم کی لغزشوں کو معاف فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ (امین)

بقیہ از صہ ۵۴

حاصل پور یومِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی تقریب سے خطاب کے لئے تشریف لائے تو ان دنوں ماموں جان شدید علیل تھے، حضرت شاہ صاحب بھی بیمار پُرسی کے لئے گھر تشریف لے گئے اور صحت کے لئے دعا فرمائی اس کے بعد صحت کافی بہتر ہو گئی رہی مگر وقتاً فوقتاً تکلیف بھی رہی۔ آخر کار اللہ کا حکم آ گیا اور وہ اس دارِ فانی سے عالمِ حقیقی وباقی کی طرف سدھار گئے۔ ماموں جان نے مجھ سے کئی بار ذکر فرمایا کہ حضرت ابوذر بخاری مدظلہ کو میں نے سب سے پہلے جالندھر خیر المدارس کے سالانہ جلسہ پر دیکھا۔ اس وقت ابھی حضرت کے ڈاڑھی کے بال بھی نہیں نکلے تھے اور حضرت امیر شریعتؒ کے خطاب سے پہلے آپ ہی نے تلاوتِ کلامِ پاک فرمائی تھی، استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ بھی اکثر فرمایا کرتے تھے، اور ان کی شخصیت سے بھی بہت متاثر تھے۔ ہمارے خاندان میں اس وقت بڑے وہی تھے اور خاندان میں جو دین کی بہار ہے اس میں ماموں جان علیہ الرحمۃ کی شخصیت کا بھی بہت حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ماموں جان کی قبر کو جنت کا باغ بنائے اور ان کے گناہوں کو معاف فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی اولاد اور دیگر ہم سب پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

مرحوم کی عمر تہتر برس تھی!

یادِ رفتگاں

ابوسفیان تائب رحاصل پور

حاجی شاہ محمدؒ صاحب مرحوم

۹ مئی ۱۹۹۲ء کو مجلس احرارِ اسلام کے دیرینہ کارکن اور مرکزی جامع مسجد حاصل پور کے سابقہ خزانچی حاجی شاہ محمد صاحب کپڑے والے بقضائے الٰہی انتقال کر گئے، مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، انتہائی نیک اور پرہیزگار شخص تھے۔ راقم ابوسفیان تائب کے حقیقی ماموں تھے۔

تقسیمِ ملک سے کئی سال پہلے حاجی صاحب مجلس احرارِ اسلام ہند میں شامل ہوئے اور جماعت کا کام خوب بڑھ چڑھ کر کرتے رہے۔ میری والدہ مرحومہ ومغفورہ فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے اپنے ہاتھوں سے تمہارے ماموں کی احرار کی سرخ وردی تیار کر کے انہیں پہنائی اور ہم سہیلیاں مل کر احرار کا ترانہ گایا کرتی تھیں۔ ماموں جان جماعت کے بزرگوں حضرت امیرِ شریعتؒ، مولانا قاضی احسان احمدؒ شجاع آبادی، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کا اکثر تذکرہ فرمایا کرتے تھے، خصوصاً شاہ جیؒ کا ذکر کرتے ہوئے ان کی آنکھیں اشکبار ہو جایا کرتی تھیں۔ جب کبھی مسلم لیگ کا ذکر آتا تو فرماتے کہ یہ تو انگریز کے ٹوڈیوں اور جاگیرداروں کی جماعت ہے نام مسلم لیگ ہے لیکن اس میں مرزائی بھی ہیں، ہندو بھی ہیں، پارسی بھی ہیں، رافضی بھی ہیں، پھر بھی یہ خالص مسلمانوں کی جماعت ہے؟

پاکستان بننے کے بعد جب مجلس احرارِ اسلام پر پابندیاں لگ گئیں، اور کچھ عرصہ کے لئے اس کا شیرازہ بکھر گیا تو تب سے (چونکہ حضرت درخواستی مدظلہ سے بیعت کر لی تھی) جمعیت علماء اسلام کے ساتھ تعاون فرماتے رہے۔ یہ آج سے چھ سال پہلے ۱۹۸۶ء کی بات ہے کہ میں اپنی دکان پر بیٹھا ہوا تھا کہ ماموں جان تشریف لائے اور آتے ہی فرمانے لگے! میرا احرارِ اسلام کا فارم پُر کرو اور جلدی کرو! خدا معلوم ان کو رات کو کوئی خواب آیا تھا یا کیا بات تھی، بہر حال میں نے ماموں جان کا فارم پُر کیا، اور پھر ہر دو سال بعد خود اہتمام سے فارم کی تجدید فرماتے رہے اور جماعت کے ساتھ ہر طرح کا تعاون بھی فرماتے رہے گذشتہ سال شعبان المعظم میں جانشینِ امیرِ شریعت حضرت مولانا سیّد ابومعاویہ ابوذر بخاری مدظلہ

بقیہ صٓ ۵۳ پر

عقیدۂ ختمِ نبوّت کے تحفّظ، محاسبۂ مرزائیّت و رافضیّت

اُسوۂ آل و اصحابِ رسول علیہم السلام کی تعلیم و تبلیغ کو ملکی و عالمی سطح پر لانے کے لئے ہمارا ساتھ دیجئے

چرمہائے قربانی

یا انکی قیمت

ہمیں دیں۔

ہمارے دینی ادارے

- مدرسہ معمورہ ——— دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
- سادات اکیڈمی ———
- مدرسہ معمورہ ——— مسجد نور تغلق روڈ ملتان
- مدرسہ محمودیہ معمورہ ——— ناگڑیاں ضلع گجرات
- مدرسہ ابوبکر صدیق رضؓ ——— تلہ گنگ ضلع چکوال
- مدرسہ ختم نبوّت ——— مسجد احرار ربوہ، فون ۸۸۲
- مدرسہ ختم نبوّت ——— سرگودہا روڈ ربوہ، ضلع جھنگ
- دار العلوم ختم نبوّت ——— چیچہ وطنی ضلع ساہیوال فون ۲۱۱۲/۲۹۵۳
- مدرسہ ختم نبوّت ——— شہزاد کالونی صادق آباد ضلع رحیم یار خان
- یوکے ختم نبوّت مشن ——— ہیڈ آفس گلاسکو برطانیہ

تحریک تحفّظ ختم نبوّت — شعبہ تبلیغ — مجلس احرار اسلام پاکستان۔

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

پروفیسر اکرام تائب

صُبحدم کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا۔؟

محتسب کا چھوکرا بھی ہے ملوّث کیس میں
مے فروشی میں اگر میرا بھی نام آیا تو کیا
ڈاکیا ہر روز گھر آتا رہا ہے آپ کے
آج میرے نام بھی ان کا سلام آیا تو کیا
عمر بھر قیدی رہے ہم، انقلاب وقت سے
آج گر صیّاد بھی ہے زیرِ دام آیا تو کیا
رات بھر لُٹتا رہا گھر ڈاکوؤں کے ہاتھ سے
"صبحدم کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا"
اُن کے چمچوں کے بھی ہونٹوں پر جمی ہیں پپڑیاں
میں اگر محفل سے ان کی تشنہ کام آیا تو کیا
بدزبانی سے تمہاری ہو گئی تم کو طلاق
اب اگر ابا ترا لے کر لگام آیا تو کیا
چل بسا تشنہ لباں کوئی گلی کے موڑ پر
اب شرابِ وصل کا لے کر وہ جام آیا تو کیا
لے اُڑے سبھی تیرے سب، میں تو لایا تھا کریٹ
اب ترے حصے میں تائب ایک آم آیا تو کیا

جامِ شیریں
خالص اجزاء - بہتر شربت
ملک کا واحد شربت جس کی تیاری میں پانی کا ایک قطرہ بھی شامل نہیں۔
عام شربت میں پانی اور مصنوعی اجزاء استعمال ہوتے ہیں جبکہ قرشی کے جامِ شیریں
میں خالص اجزاء کے عرقیات استعمال کیے جاتے ہیں۔
خالص اجزاء کے عرقیات کے استعمال کی وجہ سے اس کا ذائقہ منفرد ہے۔ پینے سے طبیعت
بھی بھاری نہیں ہوتی اور دوسرے شربتوں کے مقابلے میں یہ پیاس بڑھاتا نہیں بلکہ پیاس
بجھاتا ہے۔ جامِ شیریں گرمیوں میں لُو سے بچاتا ہے تسکین بخشتا ہے اور مفرحِ قلب ہے۔
جامِ شیریں کی ایک بوتل سے بغیر چینی ملائے ۳۰ گلاس شربت بنایا جا سکتا ہے۔
قرشی کا جامِ شیریں خالص اجزاء - بہتر شربت
شربت
جامِ شیریں
تحقیق کی روایت - معیار کی ضمانت

MONTHLY ✆ 72813
NAQEEB-E-KHATM-E-NUBUWWAT
Regd No. L - 8755 MULTAN

Vol.3 No.6

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

جامع مسجد ختم نبوت

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

زیر اہتمام: تحریک تحفظ ختم نبوۃ (شعبۂ تبلیغ) عالمی مجلس احرار اسلام پاکستان

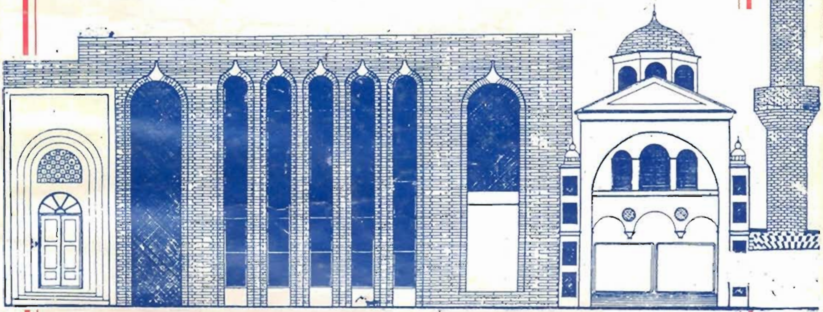

مسجد کی چھت مکمل ہو چکی ہے، بقیہ تعمیر کی تکمیل میں بھرپور حصہ
لیں، نقد یا سامان تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرمائیں

ترسیل زر کے لئے

ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری

دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

اکاؤنٹ نمبر ۲۹۹۳۲ حبیب بنک حسین آگاہی ملتان